مسلسل اشاعت کے ترپن سال

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ **مولانا سمیع الحق**

مُدیرِ اعلیٰ **مولانا راشد الحق سمیع**

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلّہ

ماہنامہ الحق

631 / رجب ۱۴۳۹ھ مارچ ۲۰۱۸ء

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر 53
شمارہ نمبر 6
رجب ۱۴۳۹ھ
مارچ 2018

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: سانحہ قندوز اور خون مسلم کی ارزانی .... مولانا راشد الحق سمیع ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات .... مولانا عرفان الحق حقانی ۴
- بیوی کے حقوق .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب ۱۹
- علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات .... مولانا نور محمد ثاقبؔ ۲۵
- فلسفہ معراجِ نبویؐ اور دورِ حاضر کے تقاضے .... عبدالمنان معاویہ ۳۴
- بھارت میں تین طلاق کے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ ایک تجزیہ .... مولانا انیس الرحمٰن ندوی ۳۹
- مولانا سید شیر علی شاہؒ کی حیات وخدمات پر مولانا سمیع الحق مدظلہ کے تاثرات .... ادارہ ۵۰
- مطالعہ کے فوائد .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۵۳
- دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں! .... عنایت اللہ گوہاٹی ۵۵
- افکار وتاثرات (شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کی شفایابی کیلئے دعا) .... مولانا فیوض الرحمٰن ۵۹
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۶۰
- تعارف وتبصرہ کتب .... ادارہ ۶۳

نوٹ: ادارہ کا کالم نگار حضرات کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

سانحہ قندوز اور خون مسلم کی ارزانی

افغانستان میں مختلف مدارس پر ڈرون وفضائی حملوں کی شدید مذمت

امت مسلمہ عصر حاضر میں کربناک ،اذیت ناک اور دردناک حالات سے دوچار ہے، عالم اسلام کا قریہ قریہ ،شہر شہر مسلمانوں کے خون میں لت پت ہے، کوئی دن ،کوئی گھڑی، کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جہاں مسلمانوں کے کسی خطے میں ظلم وستم، کرب واذیت کی کوئی نئی تاریخ اور داستانِ الم نہ ہورہی ہو۔ تاریخ کے ورق ورق پر خون مسلم کی ارزانی جلی حروف میں لکھی ہوئی ہے ، ہر جبر وظلم کا شکار بھی مسلم امت کے عورتیں، بچے ، بوڑھے ہیں ، روزانہ جسد مسلم کو گولیوں سے بھونا جارہا ہے، فاسفورس بموں اور کیمیائی مادوں سے ان کے تن بدن کو پگھلایا جارہا ہے، لیکن پھر بھی مطعون ومعتوب مسلمان ہی کوٹھہرایا جارہا ہے باوجود اس کے کہ مسلمان بے بسی اور بیچارگی میں یہ مظالم ومصائب برداشت اور جھیل بھی رہے ہیں لیکن پھر بھی انہیں معاف نہیں کیا جارہا۔ امریکہ کی قیادت میں استعمار کھلے عام مسلمانوں کی سرزمین پر مسلمانوں ہی کے جسم وجاں کو لہولہان کررہی ہے، لیکن پھر بھی مغرب بضد ہے کہ مسلمان ہی دہشتگرد ہے۔ فیا للعجب

مسلم امہ پر ڈھائے گئے تازہ مظالم کی ایک نئی لہر نے دل ودماغ کو سُن کردیا ہے، جس پر قلم اور قلب خون کے آنسو بہا رہا ہے۔ گزشتہ ماہ صوبہ فراہ میں ایک مذہبی تقریب جو مدرسہ میں ہورہی تھی اُس پر ڈرون حملہ کیا گیا۔ جس میں کئی بے گناہ شہید اور متعدد زخمی ہوگئے تھے ،اس کے چند روز بعد ہی ۲/اپریل پیر کے دن قندوز کے مقامی دینی مدرسہ جامعہ دارالعلوم ہاشمیہ موضع دشت ارچی پر کٹھ پتلی افغان حکومت نے نیٹو فورسز کے ساتھ مل کر اپنے ہی ہم وطن شہریوں اور سینکڑوں نہتے معصوم حفاظ بچوں پر وحشیانہ بمباری کرکے ایک سو سے زائد بچوں اور شہریوں کو اڑا دیا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ یہاں پر طالبان آئے ہوئے تھے۔ مہذب دنیا کا کون سا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی ''مطلوب مجرم'' کی آمد کا شبہ ہوتو اس شبہ کی بنیاد پر پوری عمارت کو ملیامیٹ اور عوامی اجتماع کے شرکاء کو بموں سے اُڑا دیا جائے ...... آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے پھر کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

یہ تازہ سانحہ قندوز نہایت ہی دلدوز ، اندوہناک اور دردانگیز ہے کہ ان درندوں اور وحشیوں نے مدرسہ میں منعقد تقریب دستار بندی کو فضائی حملے کا نشانہ بنا کر مسلم امہ کے سینکڑوں نہتے

معصوم حفاظ بچوں کو اپنے والدین ،اساتذہ کرام اور شریک مہمانوں سمیت خون میں نہلا کر نہایت بے رحمی اور بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، یہ وہی معصوم بچے تھے جن کے قدموں تلے فرشتے پَر بچھاتے تھے،جن کے خوبصورت چہرے روشن اور قلوب قرآن کے نور سے منور تھے،لیکن ظالموں نے ان کی معصومیت کو میزائلوں سے روند ڈالا اوران کے پاکیزہ اور مقدس جسموں کو اپنی اسلام سے پرانی نفرت اور طالب ومولوی کی دشمنی کی پاداش میں ایک بار پھر مٹانے کی کوشش کی ......

؎ یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں

ایک رپورٹ کے مطابق ان شہداء کی تعداد دوسو سے زیادہ بتائی جارہی ہے اور زخمیوں کی تعداد چارسو سے بھی متجاوز ہے، یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ امریکہ پچھلے سترہ سال سے غاصب استعمار بنا ہوا ہے اور افغانستان کو اپنی ایک کالونی بنا چکا ہے اور وہاں کی سرزمین پر اپنی من مانیاں کررہا ہے ، وہاں کے باشندوں پرظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جارہے ہیں ۔انہوں نے ان سترہ برسوں میں لاکھوں کی تعداد میں افغان شہریوں کو شہید اور ہزاروں کو ملک و بیرون ملک قید وبند اور تشدد کا نشانہ بنا کر اپنے وحشیانہ پن کا مظاہرہ کیا گیا،کوئی اِن سے پوچھنے کی ہمت نہیں رکھتا کہ آخر یہ ظلم وستم کیوں ہورہا ہے؟اور کس جرم کی پاداش میں یہ سب کچھ کیا جارہا ہے؟اس ظلم وبربریت کے بھیانک مظالم پوری دنیا کے سامنے ہیں،حقوق انسانی کے علمبرداراس کے شاہداور خاموش تماشائی کا کردارادا کررہے ہیں،امریکہ ہر جگہ انسانیت سوز مظالم کی کربناک تاریخ رقم کررہاہے، عالم اسلام کا خطہ ان کے ظلم کی داستانوں کی منظر کشی کررہاہے،عالم اسلام کومیدان جنگ میں تبدیل کرچکا ہے،ہر خطے کے امن وسکون کواضطرابی کیفیات سے دوچار کیا ہے۔

قندوز کا یہ تازہ ترین واقعہ امریکہ اوران کی کٹھ پتلیوں کے ظلم و بربریت کا ایک جابرانہ نمونہ اور بدترین مثال ہے جس میں معصوم نونہالوں کو کچل دیا گیا،ان بچوں کے والدین کے دلوں میں نہ جانے کیا کیا امیدیں اورامنگیں ان بچوں سے وابستہ تھیں اوران بچوں نے نوعمری میں محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید حفظ کرکے بڑا کارنامہ سرانجام دیا تھا اوران کے والدین نے اِن سے مزید کیا کیا توقعات وابستہ کررکھی تھیں لیکن وحشی امریکہ نے ان کی امیدوں اور پھول جیسے معصوم بچوں کو خاک میں ملا دیا۔

دوسری جانب کشمیر،شام اور فلسطین میں بھی گزشتہ ہفتے مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم توڑے جارہے ہیں اور اس تمام قتل عام پر عالم اسلام اورخصوصاً پاکستان و عالم عرب گنگ تماشائی کھڑا ہے،اس محشر ساں گھڑی میں امت مسلمہ اپنے حکمرانوں سے بیزار اور مایوس ہوکر صرف اپنے پروردگار عالم سے دست بدعا ہے کہ آپ ہی ہمارے ملجاو ماویٰ ہیں،ہم مظلوموں اور لاچاروں کی مدد فرما......

؎ کس طرف جاؤں کدھر دیکھوں کسے آواز دوں اے ہجومِ نامرادی جی بہت گھبرائے ہے

(قسط۶۳) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۵ کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب، اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ،تحقیقی عبارت،علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اوراسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

خلیفہ وقت کی برطرفی کے بارے میں جرمن صحافی کا اعتراض اور شیخ الحدیث کا جامع جواب

ماہ فروری میں جرمنی وغیرہ کے کچھ انٹرویو نگار حضرت والد صاحب سے انٹرویو لینے آئے ،حضرت سے ان کی مسجد قدیم میں نماز مغرب سے قبل تفصیلی انٹرویو لیا اس دوران انٹرویو نگار نے یہ اعتراض بھی کیا کہ مسلمانوں میں سے جب ایک شخص خلیفہ بن جائے تو اسے ہٹایا نہیں جاسکتا جس کے جواب میں شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے ۔ حاشا و کلا :ہمارا یہ قانون ہے کہ اگر خلیفہ وقت بھی قانون کے خلاف قدم اٹھائے تو رعایا کا ایک ادنیٰ آدمی تک تلوار سے اسے سدھارنے اوراس کی اصلاح کرنے کی جرات رکھتا ہے۔جیسے حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے جلال دیا تھا،ایک روز قوم کا امتحان لینے کا فیصلہ کرلیا، ایک بہت بڑے مجمع میں تقریر کے دوران فرمایا کہ اے قوم کے لوگو! میں آپ کی نگاہوں میں

اس وقت کیا حیثیت رکھتا ہوں۔سب نے کہا کہ آپ خلیفہ راشد ہیں آپ کی بہت بڑی شان ہے قیصر وکسریٰ اپنے محلات میں آپ سے لرزتے ہیں۔

قیصر اپنے بنگلہ میں حضرت عمرؓ کے خوف سے چالیس ہزار سپاہی رکھتا تھا، ادھر حضرت عمرؓ کی یہ حالت تھی کہ سر کے نیچے کچی اینٹ رکھ کر سوجاتے تھے، قمیص پر بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے رعب اور ہیبت سے نوازا تھا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ایک شدید ضرورت کی بناء پر ایک غیر شرعی طریقہ جاری کرنا چاہتا ہوں، آپ اس کی تائید کریں گے یا نہیں؟ مجمع کے آخر میں ایک بوڑھا کھڑا ہوا اور کہا امیر المومنین! میری ایک گزارش ہے، تلوار نیام سے نکالی اور کہا اے امیر المومنین! یاد رکھو! اگر شریعت کے قوانین کی پابندی کرو گے ،اسلامی احکام کے اجرا و نفاذ کی کوشش کریں گے تو ہم آپ کی فرمانبرداری کریں گے، لیکن اگر خلاف شریعت کوئی قدم اٹھاؤ گے تو یاد رکھو میری تلوار ہوگی اور آپ کا سر ہوگا۔

انتخابی مہم کی جھلکیاں اور والد ماجد کا تیسری دفعہ بھاری اکثریت سے قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونا:

25؍فروری کو قومی اسمبلی کے انتخابات کا دن تھا نوشہرہ کی پوری تحصیل جو تقریباً چار سو دیہات ، قصبوں اور شہروں پر مشتمل ہے، کئی سو مربع میل پر مشتمل یہ قومی اسمبلی کا ایک ہی حلقہ ہے اور تقریباً آٹھ لاکھ آبادی ہے جس میں حضرت شیخ الحدیث کے مخلصین ومعتقدین ، تلامذہ اور دارالعلوم کے فضلاء اور مخلص ورکر مصروفِ کار رہے۔ یوں فروری کا سارا مہینہ جلسے ، جلوسوں ، اجتماعات اور استقبالیوں کی شکل میں تحصیل نوشہرہ کے غیور مسلمانوں نے ایک بار پھر اکبر پورہ سے لے کر نظام پور تک دین اسلام کی عظمت اور بالا دستی کے لئے ایک زبردست تحریک چلادی اور مہینہ بھر تحصیل کی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی۔

کنوینسنگ کے دوران ہر جگہ حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ لوگوں کی عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ صاحبزادگان احقر سمیع الحق، مولانا انوارالحق اور مولانا اظہارالحق صاحبان کا پر تپاک اور شاندار استقبال ہوا۔ احقر نے روزانہ کم ازکم دس پندرہ دیہات کا دورہ کیا اور اجتماعات سے خطاب کیا۔ ناچیز حسب سابق اس دفعہ بھی حضرت کے الیکشن ایجنٹ اور اس طرح پوری انتخابی مہم کا انچارج رہا۔

تقریباً ایک سوبیس پولنگ سٹیشنوں سے نتائج آنا جاری تھے کہ اکوڑہ خٹک ،ملحقات اور علاقہ بھر سے آئے ہوئے ہزاروں عقیدت مندوں نے حضرت شیخ الحدیث کے گھر جا کر مبارک بادد ی اور ایک بڑے جلوس کی شکل میں انہیں دارالعلوم لایا گیا۔ پٹھانوں کے دستور کے مطابق خوشی میں کارکنوں کی مسلسل فائرنگ سے عجب سماں بندھ گیا تھا۔عقیدت مندوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ دارالحدیث اور دارالعلوم کے صحن

میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی ۔ میں دفتر اہتمام میں چار گھنٹے تک کھڑا رہا اور مہمانوں سے مصافحہ کرتا رہا۔ ادھر شیخ الحدیث صاحب دارالحدیث میں تشریف فرما ہوئے تو مولانا عبدالقیوم حقانی کے تمہیدی کلمات کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب نے حاضرین سے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔

26/فروری: حضرت شیخ الحدیث صاحب کی کامیابی کی خبر سنتے ہی صبح سات بجے سے تحصیل نوشہرہ، پشاور، مردان، چارسدہ، کوہاٹ، بنوں، دیر، چترال، سوات اور صوبہ بھر سے عقیدت مندوں اور مخلصین کا ایک سیلاب تھا جو اُمڈ آیا۔ دس پندرہ دن تک موٹروں، بسوں، ٹرکوں، ٹرالیوں اور پیادہ جلوس کے جلوس آتے رہے، حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم دارالحدیث میں تشریف فرما تھے۔ مردان، چارسدہ اور شیر گڑھ کے بڑے دینی مدارس اور دارالعلوموں میں تعطیل ہوئی۔ اساتذہ، طلبہ اور محبین قافلوں کی صورت میں آتے رہے، وہی خوش نصیب تھا جس نے حضرت کو ایک نظر دیکھ لیا اور ایسے لوگ اپنے کو زیادہ سعادت مند سمجھتے جنہیں حضرت سے مصافحہ کا موقع مل جاتا۔

26فروری کے بعد ہفتوں یہی کیفیت رہی۔ مبارک باد کی غرض سے آنے والے قافلے جونہی دارالعلوم میں داخل ہوتے خوشی میں نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ ساتھ پٹھانوں کی روایات کے مطابق ان کی بے پناہ فائرنگ سے آسمان گونج اٹھتا۔ ملک کے دور دراز حصوں سے آنے والے مہمان اس رسم سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اچانک دھما کہ خیز فائرنگ کی وجہ سے سہم جاتے اور تحیر میں دبک کر رہ جاتے۔

ملک بھر سے آنے والے ان مہمانوں میں کثرت سے آنے والے افغان مجاہدین اور ان کے قائدین بھی تھے۔ آمد کا عجیب اور دلکش منظر اور اس سے جو سماں بندھتا تحریر کے ذریعے اس کا عشر عشیر بلکہ سواں حصہ بھی قارئین کے سامنے نہیں پیش کیا جاسکتا۔ مبارک باد کے مسرت موقع پر افغان مجاہدین کے قافلے بھی پٹھانون کی روایت کے مطابق دارالعلوم میں داخل ہوتے ہی نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ ساتھ پستول، بندوق، ریولور، مشین گن، کلاشنکوف اور جدید ترین اسلحہ جات سے ایک منظم طریقہ سے فائرنگ جاری رکھتے۔ حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے مولانا محمد نبی محمدی، مولانا نصراللہ منصور اور دیگر حضرات کے علیحدہ علیحدہ قافلوں کی صورت میں تشریف آوری کے موقع پر ایسا سماں بندھا کہ دارالعلوم کی بزم علم وہدایت رزم گاہ حق و باطل کا منظر پیش کرنے لگتی۔

حضرت مولانا سمیع الحق (مدظلہ) کا سینٹ میں بلا مقابلہ انتخاب

10مارچ: تاہنوز یہ سلسلہ جاری تھا کہ دس مارچ کو ناچیز سمیع الحق سینٹ کیلئے صوبہ سرحد سے بلامقابلہ ممبر منتخب ہوا، ابھی سرکاری اعلان نہیں ہوا تھا کہ صبح کے اخبارات کی شہ سرخیوں سے شہر اور اطراف میں یہ خبر

جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پھیل گئی ۔ چندلمحوں میں شہر اکوڑہ اور گردونواح سے آنے والے لوگوں کا دارالعلوم میں بے پناہ اژدہام ہوگیا۔ ابھی صبح کے نو بجے تھے اورحضرت شیخ الحدیث گھر سے تشریف نہیں لائے تھے ۔ میری خواہش تھی کہ خود حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں وہیں ان کے قیام گا ہ حاضر ہوکر سینٹ میں کامیابی کی بشارت اور مبارک باد پیش کروں مگر احباب مخلصین اورتمام حاضرین نے روک لیا اور ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں جی ٹی روڈ اور شہر کے بازاروں سے ہوتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث کی خدمت میں لے جایا گیا۔ حضرت مدظلہ کو جب جلوس کی خبر پہنچی تو آپ قدیم دارالعلوم حقانیہ (مسجد شیخ الحدیث) میں تشریف لے آئے تو ایک عظیم الشان جلسہ کی صورت بن گئی۔ ابتدائی کارروائی کے بعد مولانا عبدالقیوم حقانی نے تقریر کی ۔ پھراحقر نے احباب ومخلصین اورتمام حاضرین کے پرخلوص جذبات اورخلوص ومحبت کا شکریہ ادا کیا اور نفاذِ اسلام کیلئے بھر پور جدوجہد کے عزائم کا اعلان کیا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی طویل دعا پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی اور اسی روز پھر سے صوبہ سرحد اور ملک بھر سے مخلصین ومحبین اور محبین اور مہمانوں کے قافلے مبارک باد کے لئے آتے رہے آنے والے مہمانوں میں اکابر علماء، مشائخ، دینی مدارس اور کالج کے طلبہ واساتذہ ،قومی اورصوبائی اسمبلی کے ممبران ،سرکاری افسران ،سیاسی رہنما، وزراء غرض ہرشعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل تھے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے ۔

20/ مارچ: حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور احقر سمیع الحق قومی اسمبلی اور سینٹ کے افتتاحی اجلاس اور پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کے لئے روالپنڈی روانہ ہوئے ۔

صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی شیخ الحدیث سے ملاقات

23/ مارچ : صدرمملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے اجلاس کے ایام میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی ملاقات نہیں ہوسکی تھی ۔ جب کہ دیگر ارکان اسمبلی سے گروپوں کی صورت میں ایوان صدر میں ملاقاتیں ہوتی رہیں ۔ حضرت والد صاحب نہیں جاسکے تھے ۔تو خود صدر پاکستان کو ازراہ علم پروری احساس ہوا کہ حضرت کے پاس جایا جائے ۔ چنانچہ شدید مصروفیات کے باوجود کئی بار خود چل کرآنے کی خواہش کا اظہار کیا اور ملٹری سیکرٹری سے وقت نکالنے کا کہتے رہے ۔ 23 مارچ جو سرکاری تقریبات پریڈ مارچ ،تمغہ انعامات کی تقسیم اور ایوانِ صدر میں رات گئے تک ارکانِ پارلیمنٹ کو ضیافت اورشام کی نشست میں پارلیمنٹ سے خطاب کے شدید مصرفیات کا دن تھا گذرا تو رات پونے گیارہ بجے صدر محترم نے گورنمنٹ ہاسٹل میں آکر حضرت دامت برکاتہم سے ان کے کمرہ نمبر 88 میں ملاقات کی اور نہایت عجز وانکساری سے حضرت کی چارپائی پران کے ساتھ پائنتی بیٹھ کرنہایت عقیدت ومحبت کا اظہار فرماتے رہے۔

یہ ملاقات جس میں احقر (مولانا سمیع الحق) برادرم مولانا انوار الحق ، برخوردار حافظ راشد الحق اور حاجی ممتاز خان بھی ہمراہ تھے تقریباً چالیس منٹ جاری رہی اور اس میں متعدد دینی ، علمی اور قومی وملی مسائل زیر بحث آئے۔

اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں عظیم ذمہ داریوں پر توجہ دلانا

حضرت شیخ الحدیث صاحب نے صدر پاکستان کو اسلامی نظام کے قیام کے سلسلہ میں ان کی عظیم ذمہ داریوں پر توجہ دلائی اور دینی اقدامات میں ہر طرح تعاون اور دعاؤں کا یقین دلایا اسلامی نظام کے سلسلہ میں وعدوں اور اقدامات کی جلد تکمیل پر حکیمانہ انداز میں زور دیا۔ دورانِ گفتگو قادیانیت ، سودی نظام کے خاتمہ ، اسلامی یونیورسٹی آرڈی ننس سے دینی مدارس بورڈ کا حصہ حذف کردینے اور محمد اسلم قریشی کے قتل کی تفتیش کرنے والی ٹیم کا محاسبہ کرنے کا ذکر بھی ہوا۔

صدر پاکستان کی شیخ الحدیث مدظلہ سے یہ پہلی مفصل ملاقات تھی ۔ دوسرے دن ریڈیو نے بے خبری سے یہ خبر نشر کی کہ صدر صاحب مولانا کی علالت کی وجہ سے عیادت کے لئے گئے تھے جس سے تشویش پھیل گئی جبکہ صدر پاکستان نے محض ملاقات اور علم کی قدر افزائی کی وجہ سے خود حضرت کی قیام گاہ پر آنا چاہا۔ حضرت نے اسمبلی کے اجلاس کے معمول کے مطابق نشستوں میں شرکت کی اور کارروائی میں حصہ لیا ، اجلاس ختم ہونے پر حضرت مدظلہ 24 مارچ کی شام کو اکوڑہ واپس ہوئے۔

مولانا عبیداللہ انورؒ کی رحلت پر شیخ الحدیث والد صاحب کے تاثرات

دارالعلوم میں حضرت مولانا عبیداللہ انور قدس سرہ کی وفات کی اطلاع نہایت رنج وغم سے سنی گئی تمام علماء وطلباء مدرسہ نے حضرت شیخ الحدیث کی سرکردگی میں ایصال ثواب کیلئے ختم قرآن کئے ۔ حضرت والد صاحب نے اخبارات کو مفصل بیان جاری کرتے ہوئے پوری ملت مسلمہ سے تعزیت کی۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب نے فرمایا مولانا عبیداللہ انور کی وفات بہت بڑا جانکاہ صدمہ ہے ، موصوف بڑے محقق اور مورخ عالم دین تھے ، اپنے والد حضرت لاہوریؒ کے صحیح جانشین تھے ، قرآنی علوم پر عبور حاصل تھا ، مفسر تھے ، اللہ نے علم وعمل دونوں دستوں سے ان کو نوازا تھا ، ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے ، نہایت بااخلاق متواضع اور خاکسار تھے ، ساری عمر دین کی خدمت اور اشاعت علم میں گزار دی ، علماء کی یک جہتی اور اتحاد ان کی زندگی کا مشن تھا ، اسی غم وفکر میں عمر کے اس آخری مرحلہ میں گھل رہے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی سپاہیانہ اور مجاہدانہ تھی۔

میری صحت جب اچھی تھی اور لاہور جایا کرتا تھا تو مرحوم حد درجہ خلوص ومحبت اور بے پناہ وارفتگی

سے پیش آتے تھے، گو دارالعلوم دیوبند میں انہوں نے مجھ سے مشکوٰۃ وغیرہ پڑھی تھی، مگر روحانی مقام اللہ نے ان کو بلند عطا فرمایا تھا۔ اس کے باوجود تلمذ کی نسبت کی وجہ سے وہ خدمت کے لئے نچھاور ہوتے تھے۔اور چوبیس گھنٹے مجھ سے جدا نہ ہوتے تھے، خادمانہ حیثیت سے رہتے۔ میں ان کی خدمت اور وارفتگی کو دیکھ کر یہ کہہ دیتا کہ واقعتاً انہوں نے استادی کا حق ادا کردیا ہے، ان کی وفات سے اسلامیان پاکستان ایک بہت بڑے مجاہد، بیباک اورنڈر متقی و پرہیزگار عالم دین سے محروم ہوگئے ہیں۔

مولانا مرحوم کو مجھ سے خاص محبت اور گہرا تعلق تھا میری حالیہ کامیابی پر انہوں نے باربار خطوط اور وفود بھیجے کہ وہ مجھے استقبالیہ دینا چاہتے ہیں لیکن میں اپنی کمزوری ،علالت اور کچھ سیاسی جلسوں اور ہنگاموں سے طبعی اجتناب وافتادطبع کے پیش نظر انکی اس عزت افزائی اوراکرام کوعملی جامہ نہ پہنا سکا۔

مولانا سمیع الحق کا تعزیت کے لئے لاہور جانا

یہ اطلاع 5 بجے شام دیر سے ملی ،احقر فوراًلاہور روانہ ہوا، راولپنڈی میں معلوم ہوا کہ جنازہ ہو چکا ہے ، تو دوسرے دن تعزیت کے لئے لاہور جانا ہوا۔ مولانا مرحوم کے مزار پر فاتحہ پڑھی مولانا عبداللہ درخواستی سے ملے اور شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت مرحوم کے صاحبزادگان سے اظہارتعزیت کیا اوراسی دن شام کی فلائٹ سے واپسی ہوئی۔

حاجی عبدالوہاب ،مولانا یونس خالص وغیرہ کی دارالعلوم آمد

18/اپریل: تبلیغی جماعت کے مشہور بزرگ مولانا حاجی عبدالوہاب صاحب دارالعلوم تشریف لائے صبح کی نماز کے بعد مسجد میں دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ سے خطاب بھی فرمایا۔

26/اپریل: افغان مجاہدین کی قیادت کے مشہور رہنما مولانا محمد یونس خالص حقانی ، دارالعلوم تشریف لائے دفتر اہتمام میں احقر سے ملاقات کی ۔محاذِ جنگ اور جہاد افغانستان سے متعلق اہم امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ نماز جمعہ حضرت شیخ الحدیث کی مسجد میں پڑھی ، جہاں ان سے ملاقات کی اور افغانستان مجاہدین کی کامیابی کی دعائیں کرائیں۔

6/مئی بروز پیر: مولانا فضل الرحمٰن فاضل حقانیہ فرزند مولانا مفتی محمود مرحوم 8 بجے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ۔حضرت شیخ الحدیث صاحب سے گھر جا کر ملاقات کی ۔ بعد میں دفتر اہتمام آئے ،احقر سے ملاقات کی اور کافی دیر تک ساتھ رہے۔

شیخ الحدیث والد ماجد کا ارکان پارلیمنٹ کے نام مکتوب میں فرض منصبی کی طرف توجہ دلانا

قبلہ والد ماجد نے اراکین پارلیمنٹ قومی وصوبائی وسینیٹ آف پاکستان کے نام ملک میں مکمل نفاذ شریعت

کے لئے ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے مکتوب لکھ کر ارسال فرمایا جس میں تحریر فرمایا:

گزارش ہے کہ موجودہ انتخابات جن حالات میں ہوئے ہیں اوران کے نتائج سے ملک کے سیاسی اورنظریاتی مستقبل کا جونقشہ سامنے آرہا ہے وہ آپ جیسے تجربہ کار بزرگ سے مخفی نہیں ہے۔ میں اس موقع پر ضروری سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے ان ارکان کو جوملکی سالمیت کے تحفظ اوراسلامی نظام کے عملی نفاذ میں دلچسپی رکھتے ہیں ،موجودہ حالات کی روشنی میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں، مجھے امید ہے کہ آنجناب پوری سنجیدگی کے ساتھ میری ان معروضات پرغور فرمائیں گے۔

استعماری نظام تا حال عدالتی ،انتظامی معاشی اور معاشرتی ڈھانچوں پر اثر انداز

برطانوی استعمار ہمارے اس خطہ زمین پر کم وبیش دوسوبرس حکمرانی کے بعد ۱۹۴۷ء کو یہاں سے چلا گیا لیکن اس نے اپنے استعماری نظام کو چلانے اور قائم رکھنے کیلئے جوانتظامی ،عدالتی ،معاشرتی اورمعاشی ڈھانچہ قائم کیا تھا وہ ابھی تک موجود ہے ،اور نہ صرف یہ کہ ہمارے بیشتر مسائل کے وجوداوران کے الجھاؤ کا باعث ہے بلکہ ملک میں موثر تبدیلی اوراسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

روسی ،قادیان اورتجدد پسندی کے زہریلا اثرات

روسی استعمار افغانستان میں فوجی جارحیت کے ذریعے اپنا قبضہ مستحکم بنانے میں مصروف ہے اوراس کی جارحیت کا دائرہ پاکستان تک وسیع کردیا ہے، یہ جارحیت صرف فوجی نہیں بلکہ روس نظریاتی اور فکری یلغار کے ذریعہ بھی پاکستان اور جنوبی ایشیا کے دیگر مما لک کوان کے دینی ونظریاتی تشخص سے محروم کر کے انہیں اپنے دائرہ اثر وتصرف میں شامل کرنا چاہتا ہے۔

پاکستان کے اندر بعض سیاسی حلقوں کی طرف سے اسلام اور اسلامی نظام کی کھلم کھلا مخالفت کے رجحانات فروغ پارہے ہیں اوراسلام کے منصوص احکام کے خلاف نام نہاداجتہاداورالحاد کے نام پر تجدد پسندی کا دروازہ کھول کر اسلام کے لیبل کولادینی نظریات اورقوانین پر چسپاں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

قادیانیت اوردیگر اسلام دشمن گروہوں کی سرگرمیاں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں اوران کوان تمام عناصر وعوامل کوحمایت اور پشت پناہی حاصل ہے، جواسلام کی مکمل عملداری سے خائف ہیں۔

ان حالات میں اسلام اور ملک سے محبت رکھنے والے ارکان پارلیمنٹ کا فریضہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں اپنا کرداراور پالیسیوں کا تعین انتہائی غور وفکراور سنجیدگی کے ساتھ کریں تا کہ وہ خداتعالیٰ عوام اور ملک کی طرف سے سپرد کردہ ذمہ داریاں صحیح طور پرادا کرسکیں۔

اکابر واحباب کے مشورہ سے میرا ارادہ ہے کہ قومی اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے آغاز سے ایک دو روز قبل یا دوران اجلاس اسلام آباد میں پارلیمنٹ اور دیگر اسمبلیوں کے ان ارکان کے اجتماع کا اہتمام کیا جائے۔ جو (۱) فرنگی نظام کا خاتمہ (۲) اسلام نظام کے مکمل نفاذ (۳) اشتراکیت، قادیانیت اور دیگر اسلام دشمن تحریکات کے مقابلہ اور (۴) پاکستان کے نظریاتی تشخص اور سلمیت کے تحفظ پر یقین اور ان مقاصد کیلئے جدوجہد کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ تا کہ ہم باہمی مشاورت کے ساتھ کوئی منظم پروگرام وضع کرسکیں۔

آنجناب سے گزارش ہے کہ گہرے غور وفکر اور سنجیدہ توجہ کے ساتھ میری ان معروضات کے بارے میں اپنی گرانقدر رائے اور تجاویز سے آگاہ فرماویں، تا کہ ان آراء وتجاویز کی روشنی میں حتمی پروگرام طے کیا جاسکے۔ امید ہے آنجناب کے مزاج بعافیت ہوں گے۔ والسلام: جواب کا منتظر

عبدالحق عفرلہ

(ممبر قومی اسمبلی، ومہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

مہمند ایجنسی، بالاکوٹ اور مظفر آباد کے اسفار

15/اپریل: احقر نے مہمند شب قدر کے بعض فضلاء حقانیہ کی دعوت پر دینی تقریبات میں شرکت کے لئے وہاں کا سفر کیا، اس دوران مشہور مجاہد حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے مہمند ایجنسی میں واقع ان کے دور افتادہ پہاڑی مقام (مکڑو) کا سفر بھی ہوا، حضرت کے صاحبزادگان و متعلقین سے وہاں ملاقات کی اور بعد از ظہر واپسی میں شیخان میں مولانا لطیف الرحمٰن فاضل حقانیہ کے درس قرآن کی اختتامی تقریب میں شرکت کی، مولانا عبداللہ کاکا خیل اور مولانا عبدالبصیر شاہ حقانی بھی ساتھ تھے۔

11/مئی کو قاضی خلیل احمد صاحب خطیب مانسہرہ کی دعوت پر ان کے مدرسہ شہیدیہ بالاکوٹ کی تقریب میں شرکت کی۔ عرصہ سے بالاکوٹ جانے کی خواہش تھی۔ دوسرے دن رات کو امام کبیر سید احمد شہیدؒ اور شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کے مدفن کے قریب واقعہ جلسہ گاہ میں اجلاس سے خطاب کیا، 13/ کی صبح امام المجاہدین شاہ اسماعیل شہید کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ واپسی میں رات مظفر آباد آزاد کشمیر میں قیام کیا اور 14 کو واپسی ہوئی

دارالعلوم حقانیہ میں زیر تربیت افسران کا پروگرام اور اکیڈمی کے چیئرمین کے تاثرات

رورل اکیڈمی برائے دیہی ترقی پشاور کے زیر اہتمام حسبِ معمول اس سال بھی ملک بھر سے شریک ہونے والے ڈویژن اور صوبائی سطح کے چھتیس آفیسرز کا ایک وفد دورۂ حدیث کے طلباء ساتھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے (اٹک) مہمان

استاد کے طور پر انہیں حقوق وفرائض کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ان کے علاوہ دارالعلوم کے اساتذہ میں احقر نے ''ملکی سیاست اور دین کے تقاضے'' مفتی غلام الرحمٰن صاحب نے اسلامی اقتصادیات (خصوصاً مسئلہ مزارعت) مولانا عبدالقیوم حقانی نے اسلام کا نظام خلافت اور نفاذ اسلام میں عملی ترجیحات کے موضوعات پر لیکچرز دئے۔ ہر لیکچر کے بعد تمام شرکاء کو 30 سے 45 منٹ تک موضوع سے متعلق بھی اور عمومی موضوعات پر بھی سوالات کا وقفہ دیا جاتا۔

اساتذہ دارالعلوم کے جامع اور تسلی بخش جوابات سے شرکاء حددرجہ متاثر اور محظوظ ہوئے اور آخری نشست میں اکیڈمی کے چیئرمین نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا:

''دارالعلوم حقانیہ میں آکر اور دارالعلوم کے اساتذہ سے مل کر ہمیں پہلی بار یہ معلوم ہوا کہ علماء قاضی بھی ہیں اور مفتی بھی، جج بھی ہیں اور وکیل بھی، مشفق استاد بھی اور محسن مربی بھی، آقا بھی ہیں اور خادم بھی، سیاست دان بھی ہیں اور قانون دان بھی، قائد بھی ہیں اور رہنما بھی، علمی اور تدریسی مشاغل میں استغراق کے باوجود وحالات حاضرہ سے باخبر بھی اور میں بلاخوشامد ومبالغہ عرض کرتا ہوں کہ دارالعلوم میں ہمارے جو دو دن گذرے، مجھے تو ایسا محسوس ہوا، جیسے فرشتوں کی مجلسیں نصیب ہوتی ہیں۔

سالانہ امتحانات

20/اپریل، دارالعلوم کے سالانہ تحریری وتقریری امتحانات شروع ہوئے اور دو ہفتے تک جاری رہے۔ تحریری امتحانات کے لئے مسجد اور دارالحدیث امتحان ہال قرار پائے۔ دارالعلوم کے اساتذہ و منتظمین اور وفاق کے تحت امتحانات میں حصہ لینے والے طلبہ کیلئے کوہاٹ اور کراچی سے وفاق کے مقرر کردہ نگران حضرات امتحانات کی نگرانی کرتے رہے جبکہ تقریری امتحانات، دارالعلوم کے اساتذہ نے خود لئے اور اسکے بعد عام تعطیل ہوئی۔

ترجمہ وتفسیر قرآن اوراس کی اختتامی تقریب

سالِ رواں سے حضرت شیخ الحدیث دامت فیوضہم نے احقر کی تحریک و تجویز سے دارالعلوم میں تعطیلات رمضان کے ایام میں بھی باقاعدہ شعبۂ ترجمہ وتفسیر قرآن کی باقاعدہ منظوری دے دی ہے جسے دارالعلوم کے دو اساتذہ مولانا مفتی غلام الرحمٰن اور مولانا عبدالقیوم حقانی پڑھا رہے ہیں۔ تعطیلات میں طلبۂ دارالحفظ والتجوید کے علاوہ شرکاء ترجمہ قرآن کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کی کفالت دارالعلوم کے ذمہ رہا، جس کی وجہ سے دارالعلوم میں طلبہ کی رونق کچھ نہ کچھ موجود رہی۔

21 رمضان کو ترجمہ تفسیر اختتام کو پہنچا، اساتذہ اور شرکاء درس کے شدید اصرار پر احقر نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اختتامی درس دیا، اختتامی درس کے بعد حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے اساتذہ وشرکاء، اور دارالعلوم

کے بقا واستحکام نظام اسلام کے قیام، دارالعلوم کے مخلصین ومعاونین اور مسلمانانِ عالم کے حق میں طویل دعا فرمائی، اور اپنے ہاتھ سے 70 سے زائد طلبہ میں سندات تقسیم فرمائیں۔ تقسیم سندات اور ختم ترجمہ وتفسیر کی اس مبارک تقریب میں دارالعلوم میں موجود مشائخ واساتذہ اور بعض دور سے آئے ہوئے مہمان بھی شریک ہوئے

سالانہ ختم بخاری شریف وتقسیم سندات حفظ کی تقریب

21/اپریل 1985ء، بعد العصر دارالعلوم حقانیہ کی وسیع مسجد میں ختم بخاری کی تقریب منعقدہ ہوئی بغیر کسی پیشگی دعوت و باضابطہ اطلاع کے علاقہ بھر سے مخلصین اور دارالعلوم سے وابستگان کا ایک جم غفیر پہنچ گیا۔ مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی، حضرت شیخ دامت برکاتہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی، مختصر خطاب کے بعد حضرت دامت برکاتہم کی دعا پر یہ تقریب نماز مغرب سے قدرے قبل اختتام پذیر ہوئی جب کہ اس سے قبل دارالحفظ والتجوید کے طلبہ نے اپنے اساتذہ کی نگرانی میں سالانہ تربیتی اوراخلاقی تعلیم کا مظاہرہ کیا۔ چھوٹے اور کم عمر اور معصوم بچوں نے شب وروز کی دعائیں، اذکار، علم تجوید سے متعلق سوال و جواب کے علاوہ روز مرہ کے مختلف موضوعات پر اصلاحی سادہ اوراثر انگیز تقریریں کیں حاضرین وسامعین عش عش کر اٹھے، حسن اتفاق سے اس تقریب میں مولانا عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم کے صاحبزادہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی (کراچی) بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم اور دیگر اساتذہ اور مولانا درخواستی نے اپنے ہاتھوں سے حفظ کرنے والے سولہ بچوں کی دستار بندی کی اور انعامات تقسیم فرمائے۔

حلقہ انتخاب میں شکریہ کا دورہ

13/مارچ، علاقہ بھر سے آنے والے وفود اور مخلصین ومحبین کی خواہش پر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے انتخابات میں کامیابی کے سلسلے میں احقر نے تحصیل نوشہرہ کے تمام حلقہ میں شکریے کے دوروں کا پروگرام ترتیب دیا۔ روزانہ نو، نو، اور بعض ایام میں گیارہ گیارہ جلسوں سے خطاب کیا۔ ہر جگہ استقبال اور خوش آمدید کے مناظر، انتخابی مہم سے سہ چند بڑھ کر تھے ہر جگہ یہی کہا گیا کہ آپ کے ہمارے پاس شکریہ کے لئے آنے کے بجائے ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے انتخابات میں حصہ لے کر ہماری قیمتی رائے اور ووٹ کو ضائع ہونے سے بچالیا۔ بعض ایسے شہر جہاں انتخابی مہم میں نہ جایا جاسکا۔ تب بھی انہوں نے سو فیصد اپنا ووٹ حضرت دامت برکاتہم کے حق میں استعمال کیا۔ اب وہاں کے مخلصین نے مجبور کرکے اپنے شہر آنے کی دعوت دی اوران مخلصین شہر سے باہر نہایت دھوم دھام تزک واحتشام اور فقید المثال استقبال کیا اور دل وجان سے دیدہ ودل نچھاور کیا۔ ہر جگہ عقیدتمندی کا

ایسا ہی سیلاب تھا کہ خلقت تھی کی ٹوٹی پڑتی۔ ان پروگراموں میں علاقہ کے اکابر علماء بھی ہمراہ رہے۔ جہاں میں خود نہ پہنچ سکا وہاں مولانا انوارالحق نے مفتی غلام الرحمٰن کی معیت میں شکریے کے دورے کئے۔

راجہ ظفرالحق کی آمد اور شیخ الحدیث کا انکے ناکام ہونے پر تبصرہ کہ قوم میں قدر شناسی کا فقدان

15/مارچ، سابق وزیر اطلاعات ونشریات جناب راجہ ظفرالحق صاحب دارالعلوم تشریف لائے، نماز مغرب دارالعلوم کی مسجد میں پڑھی۔ پھر حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کے گھر جا کر ان سے ملاقات کی۔ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے فرمایا، راجہ صاحب! قوم میں قدر شناسی کا فقدان ہے۔ آپ نے اپنے دورِ وزارت میں مثالی کام کئے ہیں، ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کا کردار تاریخی اور مثالی تھا۔

راجہ صاحب نے عرض کیا: حضرت! یہ سب آپ کی دعائیں تھیں اور یہ سارا کام آپ کی دعاؤں سے ہوتا رہا۔ مگر حالیہ انتخابات میں مرزائیوں نے میرے خلاف دل کھول کر رقم تقسیم کی اور میری شکست کیلئے اندرون خانہ کئی سازشیں بنائیں۔ میرے انتخابات میں رہ جانے پر کئی سرکردہ اور ذمہ دار مرزائیوں کے خطوط میرے نام آئے۔ انہوں نے لکھا کہ ''انتخابات میں ناکامی کے بعد اب تمہیں بھی یقین ہوگیا ہوگا کہ جو قدم تم نے اٹھایا تھا وہ سراسر غلط تھا۔

مولانا سمیع الحق کی رہنمائی پر اعتراف

تاہم آپ نے میری دورِ وزارت کی جن خوبیوں کا تذکرہ کیا ہے، یہ سب کچھ آپ کی دعاؤں کے صدقہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کی رفاقت، مفید راہنمائی اور گراں قدر مشوروں سے ہوا ہے۔ گزشتہ تین سال کی رفاقت میں ہم نے ان سے بہت قومی وملی فائدے حاصل کئے۔ ان کے علمی مشوروں سے اہم اور مشکل امور میں آسانیاں پائیں۔

شیخ الحدیث کا تراویح میں سماعت قرآن

اس سال رمضان المبارک میں بھی حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم ضعف وعلالت کے باوجود قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے اسلام آباد بھی تشریف لے جاتے رہے، مگر اس کے باوجود تراویح میں قرآن سننے کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا۔

1985 کی قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا اولین خطاب

پہلی ضرورت اور پہلا مطالبہ اسلام

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر اور معزز ایوان کے ارکان! میں بڑھاپے کی وجہ سے اور کمزوری کی وجہ سے سپیکر صاحب کی اجازت

سے بیٹھ کر چند باتیں عرض کروں گا، سب سے پہلی چیز جو میرے ذہن میں آئی ہے، ہمارے محترم رکن نے جو تقریر فرمائی ہے اور اس میں اس نے کہا کہ ہمیں اسلامی معاشرے کی ضرورت ہے، میرے محترم بزرگو! آج ہم یہاں پر جو جمع ہوئے ہیں، یہ اللہ کا احسان ہے، کہ آٹھ برس کے بعد پھر سر جوڑ کے سوچنے کیلئے ہمیں اس ایوان میں بٹھلا رکھا ہے، ہمیں سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہئے کہ قوم ہم سے کیا چاہتی ہے؟ اور اس ایوان تک پہنچانے میں کس منشور کا دخل تھا، کہ ہم یہاں پر پہنچے؟ ہماری قوم اسلامی عدل، اسلامی انصاف اور اسلامی قوانین چاہتی ہیں، مجھے خود معلوم ہے، میرے حلقہ نوشہرہ کے لوگ بہت غریب ہے، بہت محتاج ہیں، ان کے سامنے جب یہ کہا گیا کہ تم عبدالحق کی تائید کیوں کررہے ہو؟ اس کے پاس نہ دولت ہے، نہ مال ہے اور نہ کوئی قوت ہے، اس کی تائید کیوں کروگے، تقریباً ساٹھ ہزار ووٹروں نے ایک آواز ہوکر کہا کہ ہمیں نہ دولت چاہئے اور نہ کوئی اور چیز چاہئے، ہمیں اللہ نے موقع دیا ہے، اسلام کے نفاذ کا ہم اسلام چاہتے ہیں، اسلام کیلئے ہم سب کچھ برداشت کرنے کیلئے تیار ہیں، ایک جملہ میرے کانوں کا سنا ہوا تقسیم سے پہلے کا ہے، قائد جمعیت جب پاکستان مانگ رہے تھے تو اس وقت قائداعظم سے سوال کیا گیا کہ یہ سات کروڑ جو ہندوں کے ہاتھ میں رہ جائیں گے، ان کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ان سات کروڑ مسلمانوں کو میں نے اسلام کے لئے قربان کردیا، اسلام آجائے۔

میں یہ عرض کرتا ہوں، کہ ہمارا مقصد اسلام کے وہ قوانین اور اسلام کا وہ عدل وانصاف ہے، جس کا نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر ان کے بعد خلفائے راشدین نے بتایا، دو مثالیں عرض کرتا ہوں، ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، آپ صلی اللہ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کے زانو پر بیٹھے ہیں اس وقت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں دوسرے زانو پر بٹھایا اور دونوں کے سروں کے قریب کرکے یہ دعا فرمائی:

اللھم انی احبھمافاحب من یحبھما ”اے اللہ! مجھے ان دونوں کے ساتھ محبت ہے۔“

دیکھئے! ایک سید المرسلین، شفیع المذنبین، سید الکائنات، فخر موجودات کے نواسے حضرت حسینؓ ہیں جبکہ دوسرا غلام زادہ ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغل میں لیکر مذکورہ دعا فرمائی، یہ عدل وانصاف ہے۔

حضرت عمرؓ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا رہے تھے ان کی عادت تھی کہ سالن اور روٹی دونوں کو ملاتے نہیں تھے۔ ایک طعام کھاتے تھے وہ کھانا کھا رہے ہیں اس وقت ایک گورنر وہاں موجود تھا۔ وہ آیا اور اس نے انہیں سلام کیا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے اسے کہا کہ آؤ! میرے ساتھ کھانے میں شریک ہوجاؤ۔ وہ رعب و ہیبت کی وجہ سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے نوالہ منہ میں لے کر چبانا شروع کیا

اس سے وہ نوالہ نگلا نہیں جا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے اور اس سے پوچھا کہ نوالہ کیوں نہیں نگل رہے؟ اس نے عرض کیا! حضرت! یہ جَو کا آٹا ہے اور چھنا ہوا بھی نہیں۔ آپ تو مکہ کے بادشاہ ہیں آپ کو چھنا ہوا آٹا آسانی سے ملتا ہے، آپ اسے کیوں نہیں کھاتے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ میری کروڑوں رعایا تمام کی تمام چھنا ہوا آٹا یا میدہ کھاتی ہے؟ گورنر نے کہا یہ تو معلوم نہیں، میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ سب کو یکساں روٹی ملتی ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا جب تک میری رعایا میں ایک بھی شخص بلا چھنا ہوا آٹا کھائے گی اس وقت تک میں چھنا ہوا آٹا نہیں کھاؤں گا، میدہ نہیں کھاؤں گا، پراٹھا نہیں کھاؤں گا۔

قوم نے قربانی دے کر پاکستان کے قیام کے لئے جو کوششیں کی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اس ملک میں اسلام کا قانون رائج ہو، اس ملک میں دین کی تعلیمات رائج ہوں، اس ملک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام رائج ہو، یہ جو ریفرنڈم کرایا گیا ہے یہ بھی اسی مقصد کیلئے تھا اور اسی بناء پر ہم اسمبلی میں جمع ہوئے ہیں اسلام کا نام لے کر اسلام کا منشور لیکر ہم یہاں آئے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے یہ مطالبہ کرنا چاہیے کہ مظالم نہ ہوں بے انصافی نہ ہو اس کے علاوہ اسلام میں ربوا اور جوا، سود حرام ہیں، منع ہیں مگر اس بجٹ میں یہ چیز بھی آ گئی کہ جہاں پر کوئی چیز چوری یا رشوت کی ہو وہ بانڈوں کے ذریعہ تقسیم کی جائے اور پھر اس کیلئے آخر میں اجازت مل جاتی ہے، تو میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اسلام نے قمار (جوئے) کی اجازت کسی وقت بھی نہیں دی۔ اسلئے بانڈوں کے ذریعے چوری اور رشوت حلال نہیں قرار دی جا سکتی۔

جناب سپیکر! مختصراً جناب وقت بہت کم ہے۔

مولانا عبدالحق: دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کالے دھن جو ہیں ان سے اپنے آپ کو بچائیں اور سب سے پہلے میں اپنے بزرگوں کے سامنے گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اسلام اس ملک میں نافذ ہو۔ ہم سب کچھ چھوڑ سکتے ہیں بھوکے مر سکتے ہیں۔ نہ ہمیں مکان کی ضرورت ہے نہ کپڑے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اسلام کی ضرورت ہے۔

قوم ۷۷ء میں مجبور ہو کر سڑکوں پر آئی۔ پھر اس کے بعد ان کو تسلی دی گئی کہ اب اسلام نافذ ہوگا۔ یہاں کچھ قوانین شفعہ کے بارے میں دیت اور قصاص کے بارے میں اور سود کے بارے میں بات ہوئی اور انہوں نے نے سفارش کی لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! شکریہ جناب

مولانا سمیع الحق مدظلہ کا سینٹ میں نفاذ شریعت کا بل پیش کرنا

۱۳ جون 1985 کو عم مکرم مولانا سمیع الحق اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب نے سینٹ میں نفاذ

شریعت کا بل پیش فرمایا جس کا متن یوں تھا:
جناب صدر مملکت نے اپنی صدارتی اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے، دستور مستقبل کا حصہ قرار دے دیا۔ ☆ اور چونکہ قرار داد مقاصد میں اس ملک کا حاکم اعلیٰ تشریعی اور تکوینی دونوں حیثیتوں سے رب العالمین خالق کائنات کا تسلیم کیا گیا ہے۔ ☆ چونکہ یہ ملک مسلمانوں کی عملی زندگی کو قرآن اور سنت کے مطابق ڈھالنے کیلئے معرض وجود میں لایا گیا ہے۔ ☆ اور چونکہ اس ملک کے باشندوں کے ساتھ یہ عہد کیا گیا ہے کہ یہاں قرآن وسنت کا قانون زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور نافذ ہوگا۔ اور چونکہ موجودہ ریفرنڈم اور انتخابات میں عوام نے صدر مملکت اور پارلیمنٹ کو شریعت کے عملی نفاذ کیلئے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا ایوان سینٹ اپنے آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے حسب ذیل قانون وضع اور منظور کرتا ہے۔

ابتدائیہ: تاریخ نفاذ اور حدود نفاذ

دفعہ نمبر (۱) الف: یہ قانون نفاذ شریعت کے نام سے موسوم ہوگا۔
(ب) یہ قانون منظوری کے مراحل طے کرنے کے بعد فوری طور پر نافذ ہوگا۔
(ج) یہ قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام علاقوں اور تمام باشندوں پر نافذ ہوگا۔
البتہ: غیر مسلم باشندوں کے شخصی معاملات اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔

شریعت کی قانونی تعریف

دفعہ نمبر (۲) الف: شریعت سے مراد دین کا وہ خاص طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اپنے بندوں کے لئے مقرر کیا ہے۔
(ب) شرعی قوانین کا اصل ماخذ قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
(ج) اجماع امت کو قرآن اور سنت نے حجت قرار دیا ہے، اس لئے جو قانون اجماعت امت سے ثابت اور ماخوذ ہو، وہ بھی شریعت کا قانون ہے۔
(د) جو احکام امت کے معتمد اور مستند مجتہدین نے قرآن اور سنت اور اجماع کے قواعد وضوابط معینہ کے مطابق مستنبط کر کے مدون کرائے ہیں، وہ بھی شریعت ہی کے قوانین ہیں اس لئے قیاس اور اجتہاد کو بشرطیکہ وہ قرآن وسنت اور اجماع کے خلاف ہو قرآن اور سنت نے حجت قرار دیا ہے۔

شریعت کے بالا دستی

دفعہ (۳) مقننہ کوئی ایسا قانون یا قرار داد منظور نہیں کر سکے گی، جو شریعت سے احکام کے خلاف ہو، اگر ایسا کوئی قانون یا قرار داد منظور کر لی گئی تو اس کی کوئی قانون حیثیت نہیں ہوگی اور اسے وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا اور چیلنج کے فوراً بعد عدالت کے آخری فیصلہ تک اس پر عمل درآمد ملتوی ہو جائے گا۔

دفعہ(۴) ملک کی تمام عدالتیں ہرقسم کے مقدمات بشمول مالی وغیرہ کے شریعت کے مطابق کئے گئے فیصلوں کی کوئی قانون حیثیت نہیں ہوگی۔

دفعہ(۵)وفاقی شرعی عدالت کادائرہ اختیار سماعت وفیصلہ بلاکسی استثناء ہرقسم کے مقدمات پر حاوی ہوگا اور عبوری دستوری حکم ۱۹۸۵ء کے دستوری ترامیم کے ذریعہ لگائی گئی پابندیاں فوراختم کردی جائیں گے

دفعہ(۶)انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدرمملکت اوروزیراعظم کے شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا، اگرایسا کوئی حکم دے دیا گیا ہوتو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی، اوراسے عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا۔

دفعہ(۷)حکومت کے تمام عمال بہ شمول صدرمملکت شرعی عدالت کا فیصلہ ملک کے عام دوسرے باشندوں کی طرح یکساں طور پر نافذ ہوگا اور کوئی بھی ملک کا باشندہ اسلامی قانون عدل کے مطابق عدالتی احتساب سے بالاتر نہیں گا۔ (۸)مسلمہ اسلامی فرقوں کے شخصی معاملات ان کے اپنے اپنے فقہی مسلک کے مطابق طے کئے جائیں گے۔ (۹) غیرمسلم باشندگان مملکت کواپنے بچوں کیلئے مذہبی تعلیم اوراپنے ہم مذہبوں کے سامنے اپنی مذہبی تبلیغ کی آزادی ہوگی ،اورانہیں اپنی شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون کے مطابق کرنے کاحق حاصل ہوگا۔(۱۰) تمام عدالتوں میں حسب ضرورت تجربہ کار جید اور مستند علماء دین کا بحیثیت جج ،اورمعاونین عدالت مقرر کیا جائے۔(۱۱) علوم شرعیہ اوراسلامی قانون کی تعلیم اورججوں کی تربیت کاایسا مؤثر انتظام کیا جائے گا کہ مستقبل میں علوم شرعیہ اورخصوصاً اسلامی قانون کے ماہرجج تیار ہوسکیں۔

(۱۲) قرآن اورسنت کی وہی تعبیر معتبر ہوگی ،جوصحابہ کرام اورمستند مجتہدین کے عام اصول تفسیر اورعلم اصول حدیث کے مسلمہ قواعد اورضوابط کے مطابق ہو۔ (۱۳) انتظامیہ عدلیہ مقننہ کے ہر فرد کیلئے فرائض شریعت کی پابندی اورمحرمات شریعت سے اجتناب کرنا لازم ہوگا۔(۱۴) تمام ذرائع ابلاغ کوخلاف شریعت پروگراموں ،فواحش اورمنکرات سے پاک کیاجائے گا۔(۱۵) حرام طریقوں اورخلاف شریعت پروگراموں فواحش اورمنکرات سے پاک کیاجائے گا، کہ مستقبل میں علوم شرعیہ اورخصوصاً اسلامی قانون کے ماہر جج تیار ہوسکیں۔ (۱۶) شریعت نے جو بنیادی حقوق باشندگان ملک کودیئے ہیں،ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جائیگا،اگرایسا کوئی حکم دیا گیا تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی ،اوراسے عدالت میں چیلنج کیاجاسکے گا۔

مسودۂ قانون نفاذ شریعت کے اغراض ومقاصد وجوہ

مملکت خداداد پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔اس کی بنیاداسلام کے نظریہ پرقائم ہے۔اس مسودۂ قانون کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اورملک کے اسلامی نظریہ کااستحکام ہے۔اہل ملک جو بلا امتیاز عرصہ سے اس نظام کیلئے بے چین ہیں مطمئن کرنا ہے۔ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ کے ذریعہ امن وامان اوراسلامی مساوات قائم کرنا ہے۔

سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

بیوی کے حقوق

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں زوجہ کے ساتھ خوشگوار زندگی گزارنے کا طریقہ

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم!اما بعد! فاعوذ باالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:۱۹) عن ابی هرير رضی الله تعالی عنه قال : قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم : اكمل المومنين ايمانا احسنهم خلقا ، وخيار كم خيار كم لِنِسائِهِم (الحديث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کامل وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہو، اور تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنی عورتوں سے اچھے طریقے پر پیش آئے۔

محترم سامعین! پچھلے جمعہ آپ حضرات کے سامنے خاوند کے حقوق کے حوالے سے چند معروضات پیش کرنے کا موقع ملا تھا، کہ خاوند گھر کا حکمران اور بادشاہ ہوتا ہے اور خاوند کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے، احادیث مبارکہ کی روشنی میں شوہر کے حقوق وآداب اور اس پر جو اجروثواب وفوائد مرتب تھے آپ حضرات نے سماعت فرمائے۔ اگر ان ہی تعلیمات پر عمل شروع کیا جائے تو ہمارے گھر خوشیوں اور راحت وسکون کے گہوارے بن جائیں۔

بہرحال میں نے آپ کے سامنے میاں بیوی کی مثال ایک سائیکل کے طور پر بیان کی تھی کہ اگر سائیکل کا ایک ٹائر بھی خراب ہو جائے تو پھر وہ ناکارہ ہو کر سواری کے قابل نہیں ہوتی اسی طرح اگر میاں بیوی میں ایک بھی ناکارہ (یعنی حقوق کی پاسداری نہ کریں) ہو جائے تو پھر زندگی کی سائیکل نہیں چل سکتی۔ اسی لئے دین اسلام نے جس طرح خاوند کے حقوق ذکر کئے ہیں تو اسی طرح بیوی کو بھی محروم ومحکوم ومعدوم نہیں چھوڑا بلکہ بیوی کو بھی حقوق سے مالا مال کر کے گھر کی ملکہ بنایا۔

بلا شک خاوند کو اللہ تعالیٰ نے بیوی پر برتری اور افضلیت عطا فرمائی ہے، اپنے کلام پاک میں اور اپنے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے خاوند کو بیوی کا مالک و آقا قرار دیا ہے، لیکن اسے یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اپنی اِس برتری کو جب، جہاں اور جیسے چاہے اِستعمال کرتا پھرے، جِس خالق و مالک نے جیسے چاہا خاوند کو برتری عطا فرمائی، اِسی خالق و مالک نے جیسے چاہا خاوند کو اپنی طرف سے دی گئی برتری کے استعمال کے لیے حد بندی کر دی، پس اپنی حکمت سے اس نے خاوند کو عظمت دی اور اپنی حکمت سے اس کے لیے حدود مقرر فرمائیں اور خاوند کے لیے حکم فرمایا (**وعاشِروھن بِالمعروفِ**) اور ان کے ساتھ نیکی والا رویہ رکھتے ہوئے زندگی بسر کرو۔

عاشر کا لفظی معنی ہے مل جل کر زندگی بسر کرنا، اور میل جول برائی اور ظلم والا بھی ہوتا ہے اور نیکی اور بھلائی والا بھی، اللہ تعالی نے خاوندوں کو یہ حکم دِیا کہ اپنی بیویوں کے ساتھ نیکی، بھلائی اور خیر والی زندگی بسر کریں، نہ کہ برائی اور ظلم والی، یہ ایک عام حکم ہے جو زندگی کے ہر پہلو کو ڈھانپ لیتا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ

عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالی عنهما قال : قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم : خیرکم خیرکم لِاھلِه وانا خیرکم لِاھلِی (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اپنے اہل وعیال کیلئے بہتر ہو اور میں اپنے اہل وعیال کیلئے بہترین ہوں۔

اس حدیث کے ضمن میں ہم اپنی زندگی کی پڑتال کریں کہ ہمارا رویہ گھر میں کیسا ہے اور باہر کیسا؟ جب ہم گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ہمارا رویہ سفاکانہ اور غصہ سے بھرپور ہوتا ہے لیکن جب گھر سے باہر لوگوں سے ملتے ہیں تو خوشی اور ہنسی مذاق سے فرصت نہیں ملتی۔ کیا یہ حق بیوی کا نہیں ہے کہ اس کے ساتھ بھی حدود کے اندر ہنسی مذاق کیا جائے ان کے ساتھ بھی تفریح کی جائے آیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اپنی بیویوں کے ساتھ کیسا رویا اختیار فرماتے تھے؟

عن عائشةؓ قالت والله رأیت النبی صلی اللّٰہعلیه وسلم یقوم علی باب حجرتی والحبشة یلعبون بالحراب فی المسجد ورسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم یسترنی بردائه لانظر الی لعبھم بین اذنه وعاتقه ثم یقوم من اجلی حتی اکون انا التی انصرف فاقدروا قدر الجاریة الحدیثة السن الحریصة علی اللھو(رواه البخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ: خدا کی قسم میں نے یہ منظر دیکھا کہ (ایک روز) حبشی لوگ مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان کا کھیل دکھانے کیلئے اپنی چادر کا پردہ کر کے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوگئے (جو مسجد میں کھلتا تھا) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ (میرا جی بھر گیا) اور میں خود لوٹ آئی۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تفریح کے طور پر ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے ساتھ دوڑ لگائی احادیث کی کتابوں میں تفصیلی ذکر موجود ہے کہ

عن عائشةؓ انها كانت مع رسول الله ﷺ فی سفر فقالت فسابقته فسبقته على رجلى فلما حملت اللحم فسابقته فسبقنی قال هذه بتلك السبقه(رواہ ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہؓ جو ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں کہتی ہیں کہ (اس سفر میں ایک موقع پر) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے پیروں کے ذریعہ دوڑی (یعنی ہم دونوں نے دوڑ میں باہم مقابلہ کیا) اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی پھر جب میں (عرصہ دراز کے بعد) فربہ ہوگئی تو پھر ہم دونوں کی دوڑ ہوئی اور اس مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مرتبہ میرا آگے نکل جانا پہلی مرتبہ تمہارے آگے نکل جانے کے بدلہ میں ہے۔ (یعنی پہلی مرتبہ تم جیت گئی تھیں اس مرتبہ میں جیت گیا لہذا دونوں برابر رہے)

یہ روایت اپنی بیویوں کے ساتھ آنحضرت کے حسن معاشرت کی ایک مثال ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ ایک مسرت اور خوشگوار زندگی بسر کرتے تھے اور اپنی بیویوں کے حق میں انتہائی مہربان اور ہنس مکھ تھے۔ نیز اس روایت میں ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ اپنی گھریلو ماحول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسن سلوک و معاشرت کی روشنی میں اپنی بیویوں کے ساتھ خوشی اور باہمی پیار و محبت کے ساتھ زندگی بسر کی جائے۔

محترم حضرات !ان احادیث کی روشنی میں ہم سوچیں کیا ہم نے کبھی اس طرح دل لگی کے کام اپنے گھر میں کئے ہیں ۔ ہم تو اپنی بیوی کے ساتھ ایسی بات کرنا بھی غیرت اور عار سمجھتے ہیں افسوس کی بات ہے کہ جو کام شریعت کے خلاف ہو اور حقیقتاً عار اور شرم کا ہو تو وہ کام بڑی جرأت کے ساتھ کرتے ہیں اور جن کاموں کی شریعت اجازت دیتی ہے بلکہ ثواب کے ہیں تو ان کاموں میں ہمارے لئے شرم وحیاء رکاوٹ بن جاتے ہیں۔لہٰذا اپنی بیویوں کے ساتھ دل لگی ،تفریح اور ہنسی مذاق کے ساتھ وقت گزارنا چاہئے ۔شوہر پر لازم ہے کہ اگر بیوی کوئی غلطی کرے تو اس کو معاف کرے ،اور تنبیہ کے طور پر کچھ کہے تو وہ بھی اکیلے میں بچوں کے سامنے یا اور لوگوں کے سامنے اس کے تذلیل نہ کرے ۔کیونکہ عورت میں کجی ورثہ میں ملی ہے جیسا کہ حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ

عن ابی ھریرۃؓ قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لولا بنو اسرائیل لم یخنز اللحم ولولا حوا لم تحن انثی زوجها الدھر (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں : کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو عورت اپنے شوہر کے ساتھ خیانت (کجی) نہ کرتی ۔

مطلب یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ان کی قوم بنی اسرائیل کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک میدان میں تیار خوراک کی صورت میں من وسلوی کا خوان نازل ہوتا تھا اس میں ان کو حکم تھا کہ جتنی ضرورت ہو اسی کے بقدر اس میں سے لیں جائیں اور زائد کو ذخیرہ نہ کریں ۔مگر بنی اسرائیل اپنی کج روی اور فطری لالچ کی وجہ سے یہ من سلوی کو ذخیرہ کرنے لگے مگر قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ جتنا من وسلویٰ ذخیرہ کرتے تو وہ تمام کا تمام سڑ جاتا تھا۔ چنانچہ ان کی اس نافرمانی (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر عدم اعتماد) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے گوشت کا سڑنا لازم کردیا لہٰذا اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر بنی اسرائیل اس بُری عادت میں مبتلا نہ ہوتے تو ان کو یہ سزا نہ ملتی اور گوشت سڑا نہ کرتا اور دوسری وجہ کہ حوا نہ ہوتی تو عورت اپنے شوہر سے کجی نہ کرتی ، کیونکہ حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کا وہ درخت کھانے کی ترغیب دی جس سے اللہ تعالیٰ نے روک رکھا تھا اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کجی حضرت حوا سے سرزد ہوگئی تھی وہ ہر ایک عورت کا جزو بن گئی ہے اور اب ہر عورت میں کجی کا خمیر ہوتا ہے گویا ان کو یہ کجی میراث میں پہنچی ہے ۔اسی وجہ سے اگر کوئی غلطی اور ضد کرے تو احسن طریقے سے اس کو سمجھانا چاہئے

۔اور اگر کوئی عیب دیکھیں تو اس کے مدمقابل خوبیوں پر نظر کرلیں کہ اس بیوی کی وجہ سے ہمارا ایمان محفوظ ہے۔ اسی بیوی کے ساتھ ہماری معاشرے میں عزت کا اضافہ ہوتا ہے۔ یہی بیوی ہمارے گھر کی حفاظت اور صفائی کے ساتھ ساتھ ہمارے بچوں کی پرورش اور تربیت کرتی ہے ۔ ان خوبیوں کو مدنظر رکھ کر ان کے عیبوں پر چشم پوشی اختیار کرنے سے گھر کو گھر کا ماحول سکون اور اطمینان والا بن جائے گا ۔اس لئے عورت کے اچھے وصف کی طرف دیکھنا چاہئے ۔اس سے دل کو بھی تسلی ہوگی اور بدسلوکی کے راستے بھی بند ہونگے ۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے تھے کہ ہمارے پاک وہند کے معاشرے کی خواتین دنیا کی حوریں ہیں کیونکہ ان کے اندر وفاداری اور دیانتداری زیادہ ہوتی ہے ۔ اور اپنے شوہر پر جان نثار ہونے والی ہیں اور ان کی نگاہ شوہر کے علاوہ کسی اور پر نہیں ہوتی ۔اس ضمن میں ایک بزرگ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں ۔ کہ اس بزرگ کی بیوی بہت زیادہ جھگڑنے والی تھی ہر وقت لڑتی تھی ، جب گھر میں داخل ہوتے بس لعنت ملامت اور لڑائی شروع ہو جاتا، کسی صاحب نے ان بزرگ سے کہا کہ دن رات کی جھک جھک اور لڑائی آپ نے کیوں پالی ہوئی ہے، یہ قصہ ختم کردیجئے اور طلاق دے دیجئے ،توان بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی ! طلاق دینا تو آسان ہے، جب چاہوں گا دے دوں گا، بات دراصل یہ ہے کہ اس عورت میں اور تو بہت سی خرابیاں نظر آتی ہیں، لیکن اس کے کے اندر ایک وصف ایسا ہے جس کی وجہ سے میں اس کو کبھی نہیں چھوڑوں گا، اور طلاق نہیں دوں گا، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر وفاداری کا ایسا وصف رکھا ہے، کہ اگر بالفرض میں گرفتار ہو جاؤں اور پچاس سال تک جیل میں بند رہوں تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کو جس کونے میں بٹھا کر جاؤں گا، اسی کونے میں بیٹھی رہے گی اور کسی اور کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گی اور یہ وفاداری ایسا وصف ہے کہ اسکی کوئی قیمت نہیں ہوسکتی۔

بہرحال ان بزرگ نے حقیقت میں اسی حدیث پر عمل کرکے دکھلایا کہ:

ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر (مشکوۃ ج۲،ص ۲۸۰)

یعنی اگر ایک بات اس عورت کی ناپسندیدہ ہے تو دوسری بات پسندیدہ بھی ہوگی، اس کی طرف دھیان اور خیال کرو، اور اس کے نتیجے میں اس کے ساتھ حسن سلوک کرو، ساری خرابی یہیں سے شروع ہوتی ہے کہ برائیوں کی طرف نگاہ ہوتی ہے، اچھائیوں کی طرف نگاہ نہیں ہوتی۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ اور نازک مزاجی

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ بڑے ولی اللہ گزرے ہیں ایسے نفیس نازک مزاج بزرگ تھے کہ اگر کسی نے صراحی کے اوپر گلاس ٹیڑھا رکھ دیا تو اس کو ٹیڑھا دیکھ کر سر میں درد ہوجاتا تھا، اگر ذرا بستر پر شکنیں آجائیں تو سر دکھنے لگتا تھا، لیکن ان کو بیوی جو ملی وہ بڑی بد سلیقہ، بدمزاج، پھوہڑ او ربدزبان تھی، اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عجیب عجیب طریقے سے آزماتے ہیں اوران کے درجات بلند فرماتے ہیں، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی، لیکن انہوں نے ساری عمر اس کے ساتھ نبھایا، اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو شاید اس طرح معاف فرمادیں۔

بیوی کو مارنا بداخلاقی ہے

عن عبداللہ بن زمعةؓ انه سمع النبی صلی اللہ علیه وسلم یخطب ...... ثم ذکرالنساء فوعظ فیهن فقال: یعمد احدکم فیجلد امراته جلد العبد فلعله یضا جهعا من آخر یومه (بخاری،ح ٥٢٠٤)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اوراس خطبے میں بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بری بات ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جیسے آقا اپنے غلام کو مارتا ہے، اوردوسری طرف اسی سے اپنا ازدواجی تعلق بھی رکھتا ہے، یہ کتنی بداخلاقی اور بے غیرتی کی بات ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اس طرح مارے جس طرح غلام کو مارتا ہے۔

بہرحال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں اگر ہم اپنی گھریلو زندگی اپنائیں تو گھر گھر میں امن وامان خوشی و راحت اورسکون و چین میسر ہوگا، اورآج ہم جن مسائل و مشکلات، ڈپریشن کے شکار ہیں ان کا حل اتباع سنت میں مضمر ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اتباع نصیب فرما کر دنیا و آخرت کا آرام وسکون عطا فرمائے۔ امین

(قسط۲۰) حضرت مولانا نور محمد ثاقب*

اُصولِ حدیث

(علمِ اُصولِ حدیث میں علماء احناف کی تالیفات وتصنیفات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِلِسَانِ الْحَقِیْقَةِ لَا الْمَجَازِ ، وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَکْرَمِ مُجِیْزٍ وَّ اَفْضَلِ مُجَازٍ ، وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ اسْتَجَازُوْهُ فَاَجَازَ.

أمّا بعد! بندہ نے پچھلی قسطوں میں علم اُصولِ حدیث ،علوم الحدیث ،علم مصطلح الحدیث اور علم درایۃ الحدیث میں ہمارے علماء احناف کی نو سو (۹۰۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا ،اَب اِس علم میں اُن کی دیگر کتابیں (مصنفین کی تواریخ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۹۰۱. "الإبانة فی الردّ علی المُشَنِّعِین علٰی أبی حنیفة" تألیف الشّیخ الامام القاضی أبی القاسم أحمد بن عبدالله السُّرماریّ البلخیّ الحنفی ، المتوفّٰی سنة ٣١٩ ھ

(مولف رحمہ اللہ نے اِس کتاب میں یہ بیان کیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحیح احادیث وآثار سے تمسک اور استدلال فرمایا ہے اور اِس سلسلہ میں جن لوگوں نے آپ رحمہ اللہ پر اعتراضات کئے ہیں ،مولف رحمہ اللہ نے اُن کے ٹھوس جوابات دیئے ہیں)

۹۰۲. "التّجرید" (فی سبعة أسفارٍ) تصنیف الِامام المحدّث الفقیه أبی الحُسَین أحمد بن محمّد بن أحمد بن جعفر بن حمدان البغدادیّ القُدُوریّ الحنفی ، المولود سنة ٣٦٢ھ ، المتوفّٰی ببغداد یوم الأحد ، الخامس عشر من رجب سنة ٤٢٨ھ.

کتابٌ فی الخلافیات بین الحنفیّة و الشّافعیّة یتحدّث المصنِّف فیه عن دلائل الفریقین روایةً وّ درایةً بِکلّ اِنصافٍ و اعتدال، و کتابهٗ هذا کما یدلّ علٰی مبلغ سَعته فی الفقه کذلك یدلّ علٰی سَعة اطّلاعه فی الحدیث و معرفته التّامّة بِالرّجال ، کما یُعرف واضحًا من مطالعته.

(یہ کتاب "مکتبہ دارالسلام" مصر سے دوسری بار ۱۴۲۷ ہجری میں طبع ہوچکی ہے)

۹۰۳. "میزان الأُصول فی نتائج العُقُول" (مبحث السُّنّة منه) تصنیف الشّیخ العلّامة الفقیه

---

* سابق قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) سپریم کورٹ آف افغانستان، وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیّہ افغانستان

الأُصُولیّ النّظّار علاء الدّین شمس النّظر أبی بکر محمّد بن أحمد السّمرقندیّ الحنفی، صاحب "تحفة الفقھاء" المتوفّٰی سنة ٥٣٩ھ (یہ کتاب "وزارة الأوقاف و الشّئون الاسلامیّة" دولۃ قطر سے پہلی بار ۱۴۰۴ ہجری میں طبع ہوچکی ہے اور جب بندہ نور محمد ثاقبؔ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ / اپریل ۲۰۰۱ء میں قطر کے سفر پر گیا تھا تو وہاں کے سربراہانِ حکومت اور علماء کرام نے اپنی طرف سے بندہ کو بہت سی بیش قیمت کتابیں تحفۃً عنایت کی تھیں جن میں سے یہی "میزان الأُصُول فی نتائج العُقُول" بھی تھی)

۹۰۴. "مَشْیَخَةُ علیّ بن أبی بکر الفرغانیّ المَرْغینانی (صاحب الھدایة)" لِلامام العلّامة الفقیه الأُصُولیّ المحدّث المُفَسِّر شیخ الاسلام برھان الدّین أبی الحسن علیّ بن أبی بکر بن عبدالجلیل الفرغانیّ المَرْغینانیّ الحنفی، المتوفّٰی سنة ٥٩٣ ھ

۹۰۵. "کتاب الثّقات" تألیف الشّیخ الامام الحافظ المفید أبی عبداللّٰه و أبی حامد شمس الدّین محمّد بن علیّ بن أَیْبَك السَّرُوجیّ المصریّ الحنفی، المولود سنة ٧١٤ھ، المتوفّٰی فی الثّامن من ربیع الأوّل سنة ٧٤٤ھ (حضرت الشیخ علامہ مولانا محمد زاہد کوثری رحمہ اللہ نے "ذیل تذکرة الحفّاظ لِلذّھبی ص٦٣" پر اپنی تعلیق میں تحریر فرمایا ہے: لو کمل لکان فی أکثر من عشرین مجلّدةً، قال ابن حجر: قرأتُ بخطّهٖ مجلّدًا فیه أسماء الأحمدین و رأیتُ بخطّهٖ مجلّدًا أیضًا فیه من الکتب و الأجزاء ما لا یحصٰی. (بندہ نور محمد ثاقبؔ کہتا ہے کہ اِس کتاب کے عدمِ تکمیل کی وجہ ظاہر میں مصنف رحمہ اللہ کی قلت عمر معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ رحمہ اللہ بہت ہی کم عمری میں وفات پا گئے ہیں، چنانچہ اُن کی مذکورہ بالا تاریخ ولادت و وفات سے ظاہر ہوتا ہے)

۹۰۶. "ذَیْلُ الْمُؤْتَلِف و المُخْتَلِف لِلصّابونی" تألیف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّین أبی عبداللّٰه مُغْلُطای بن قِلِیج بن عبداللّٰه البَکْجَرِیّ المصریّ الحنفی، المولود سنة ٦٨٩ھ، المتوفّٰی فی الرّابع عشر من شعبان سنة ٧٦٢ھ

۹۰۷. "ذَیْلُ الْمُؤْتَلِف و المُخْتَلِف لِابن سلیم" تألیف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّین أبی عبداللّٰه مُغْلُطای بن قِلِیج بن عبداللّٰه البَکْجَرِیّ المصریّ الحنفی، المولود سنة ٦٨٩ھ، المتوفّٰی فی الرّابع عشر من شعبان سنة ٧٦٢ھ

۹۰۸. "ذَیْلُ الْمشتبه لِابن نقطة" تألیف الامام العلّامة الحافظ علاء الدّین أبی عبداللّٰه مُغْلُطای بن قِلِیج بن عبداللّٰه البَکْجَرِیّ المصریّ الحنفی، المولود سنة ٦٨٩ھ، المتوفّٰی فی الرّابع عشر من شعبان سنة ٧٦٢ھ

۹۰۹. "تخریج أحادیث الھدایة" تألیف الشّیخ المحدّث الفقیه جمال الدّین أبی محمّد عبداللّٰه بن قاضی القضاة علاء الدّین أبی الحسن علیّ بن عثمان بن ابراھیم بن مصطفی بن سلیمان

الماردينىّ المصرىّ الحنفى ، المولود سنة ٧١٩ھ ، المتوفّٰى صباح الجمعة الحادى عشر من شعبان سنة ٧٦٩ھ (یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔)

٩١٠. " الحاوى فى بيان آثار الطّحاوى " تأليف الشّيخ الامام العلّامة الحافظ محىّ الدّين أبى محمّد عبدالقادر بن محمّد بن محمّد بن نصر اللّٰه بن سالم أبى الوفاء القرشىّ المصرىّ الحنفى ، المولود فى العشرين من شعبان سنة ٦٩٦ھ ، المتوفّٰى بِالقاهرة فى السّابع من ربيع الأوّل سنة ٧٧٥ھ (مولف رحمہ اللہ نے اِس کتاب میں احادیث معانی الآثار کی تخریج کی ہے اور اصحابِ صحاحِ ستہ وغیرہم میں سے جس نے اِن احادیث کو ذکر کیا ہے، اِس کتاب میں اُن کا بیان فرمایا ہے۔)

٩١١. " الطُّرُق و الوسائل فى تخريج أحاديث خلاصة الدّلائل لِعلىّ بن أحمد الرّازى " تأليف الشّيخ الامام العلّامة الحافظ محىّ الدّين أبى محمّد عبدالقادر بن محمّد بن محمّد بن نصر اللّٰه بن سالم أبى الوفاء القرشىّ المصرىّ الحنفى ، المولود فى العشرين من شعبان سنة ٦٩٦ھ ، المتوفّٰى بِالقاهرة فى السّابع من ربيع الأوّل سنة ٧٧٥ھ

٩١٢. " ترصيع الجوهر النّقى فى تلخيص سُنَن البيهقى " تأليف الامام المحدّث الحافظ الفقيه الأصولىّ المؤرِّخ زين الدّين أبى العدل قاسم بن قُطْلُوبُغا بن عبداللّٰه الجَمَالىّ المصرىّ الحنفى ، المولود بِالقاهرة فى المحرّم سنة ٨٠٢ھ ، المتوفّٰى بِها ليلة الخميس ، الرّابع من ربيع الأوّل ، و قيل من ربيع الثّانى سنة ٨٧٩ھ

٩١٣. " السّير الحثيث الٰى لطائف الأحاديث " تأليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد الشّام فى عصرِهٖ شمس الدّين أبى عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علىّ بن طُولون الدّمشقىّ الصّالحىّ الحنفى ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ھ ، المتوفّٰى بِها فى الحادى عشر من جمادى الأولٰى سنة ٩٥٣ھ

٩١٤. " نزهة السّامعين فى المُسَلْسَل بِالدّمشقيّين " تأليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد الشّام فى عصرِهٖ شمس الدّين أبى عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علىّ بن طُولون الدّمشقىّ الصّالحىّ الحنفى ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ھ ، المتوفّٰى بِها فى الحادى عشر من جمادى الأولٰى سنة ٩٥٣ھ

٩١٥. " الذَّيل علٰى " الأزهار المتناثرة فى الأحاديث المتواترة " تأليف الشّيخ العلّامة مُسْنِد الشّام فى عصرِهٖ شمس الدّين أبى عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علىّ بن طُولون الدّمشقىّ الصّالحىّ الحنفى ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ٨٨٠ھ ، المتوفّٰى بِها فى الحادى عشر من جمادى الأولٰى سنة ٩٥٣ھ. و كتاب " الأزهار المتناثرة ..." رسالةٌ لِلامام السّيوطى رحمه اللّٰه جَرَّدَها من كتابه

المسمّٰی بـ " الفوائد المتكاثرة "

۹۱٦. " ذخائر القصر فی تراجم نبلاء العصر " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام فی عصرہٖ شمس الدّين أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقیّ الصّالحیّ الحنفی ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ

۹۱۷. " عَرْفُ الموسين فيمن عاش من الصّحابة مائة و عشرين " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام فی عصرہٖ شمس الدّين أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقیّ الصّالحیّ الحنفی، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ

۹۱۸. " تخريج أحاديث الهداية ، يعنی " الهداية فی الفقه الحنفیؔ لِلمَرْغينانی " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام فی عصرہٖ شمس الدّين أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقیّ الصّالحیّ الحنفی ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ

۹۱۹. " تخريج أحاديث الأربعين النّواويّة " تأليف الشّيخ العلّامة مُسنِد الشّام فی عصرہٖ شمس الدّين أبی عبدالله محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقیّ الصّالحیّ الحنفی ، المولود بِصالحيّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِها فی الحادی عشر من جمادی الأولٰی سنة ۹۵۳ھ

۹۲۰. " كتاب الُمَشْيَخَة " (فی اِجازات المؤلّف و أسانيدہٖ) تأليف الشّيخ الفاضل الأديب المؤرّخ البحّاثة مصطفی بن عبدالله بن محمّد القَسطَنطِينیّ الرّومیّ الحنفی، الشّهير بين علماء البلد بِكاتب چلپی، و بين أهل الدّيوان بِحاجی خليفة، صاحب " كشف الظّنون عن أسامی الكتب و الفنون" ، المولود بِقسطنطينية فی ذی القعدة سنة ۱۰۱۷ھ ، المتوفّٰی بِها فی السّابع و العشرين من ذی الحجّة سنة ۱۰٦۷ھ

۹۲۱. " ثَبَتُ الخَلْوَتی " لِلشّيخ الامام الحبر العارف أبی الصّبر أيّوب بن أحمد بن أيّوب القرشیّ الماتُريدیّ الحنفیّ البقاعیّ الأصل ثمّ الصّالحیّ الدّمشقیّ الخَلْوَتی، المولود سنة ۹۹٤ھ ، المتوفّٰی سنة ۱۰۷۱ھ (*یہ کتاب جامعہ الملک سعود میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے*)

۹۲۲. " ثَبَتُ محمّد حياة السِّنْدِی " لِلشّيخ العلّامة المحدّث محمّد حياة بن ابراهيم السِّنْدِیّ الأصل ثمّ المدنی ، الحنفی ، المتوفّٰی بِالمدينة المنوّرة سنة ۱۱٦۳ھ ، دفين البقيع.

(*یہ کتاب " مکتبہ جامعہ برنستون " میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے*)

۹۲۳. " وثيقة الأكابر " (بِالعربيّة ، فى علم إسناد الحديث) تأليف الشّيخ العلّامة العارف المعمّر مولانا ميا فقير اللّٰه بن الشّاه عبدالرّحمٰن بن الشّاه شمس الدّين ، الأفغانىّ الجلال آبادىّ الحصاركى ، ثمّ الشّكارفورىّ السِّنْدِى ، العلوى ، الحنفى ، النّقشبندى ، تلميذ الشّيخ العلّامة محمّد هاشم التَّتوى ، المتوفّٰى ليلة الأحد ، الثّالث من صفر سنة ١١٩٥هـ ، دفين شكارفور ، السِّنْد. (یہ کتاب "مکتبہ کلیہ پشاور" پاکستان میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے)

۹۲۴. " تحفة الودود فى ختم سُنَن أبى داوٗد " تأليف الامام الحافظ المحدّث الفقيه المؤرِّخ اللّغوى أبى الفيض السيّد محمّد مرتضى بن محمّد بن محمّد بن عبدالرّزّاق الحُسَينىّ الزَّبيدىّ اليمنى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود بِالهند فى بلدة بِلجُرام سنة ١١٤٥هـ ، المتوفّٰى بِمصر سنة ١٢٠٥هـ

۹۲۵. " حزامة الحواشى لِإزاحة الغواشى ، حاشية التّوضيح شرح التّنقيح " (مبحث السنّة منه) تأليف الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه الأُصُولىّ المتكلّم المحقّق البحّاثة شهاب الدّين هارون بن بهاء الدّين المَرْجَانىّ القازانىّ الحنفى ، المولود فى مَرْجَان من قُرى قازان (فى روسيا) سنة ١٢٣٣هـ ، المتوفّٰى بِها فى شعبان سنة ١٣٠٦هـ
(یہ کتاب " المطبعة الخيرية " میں پہلی بار ۱۳۲۲ ہجری میں طبع ہوچکی ہے۔)

۹۲۶. " اَخْتَامٌ علٰى أحاديث من صحيح البخارى " لِلشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه الأصولى أبى العبّاس أحمد بن شيخ الاسلام محمّد بن أحمد خوجة التُّونُسىّ الحنفى ، المولود بِتُونس فى شعبان سنة ١٢٤٥هـ ، المتوفّٰى بِها فى ذى الحجّة سنة ١٣١٣هـ

۹۲۷. " ثَبَتُ المَرْوِيّات و أسماء الشّيوخ " لِلشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه أحمد حسن بن أكبر حُسين الحُسَينىّ الاَمْرُوهىّ الحنفى ، المولود ببلدة اَمْرُوهه ، المتوفّٰى لِليلةٍ بقيتْ من ربيع الأوّل سنة ١٣٣٠هـ (یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۹۲۸. " الأبواب و التّراجم لِلبخارى " (بِاللّغة الأُرديّة) لِشيخ المشائخ العلّامة مولانا محمود حسن بن ذو الفقار علىّ الدّيوبندىّ الحنفى ، الشّهير بِشيخ الهند ، المولود سنة ١٢٦٨هـ ، المتوفّٰى يوم الثّلثاء الثّامن عشر من ربيع الأوّل سنة ١٣٣٩هـ ، بَلَغَ الٰى " باب مَنْ أجاب السّائل بِأكثر ممّا سَأله " ثمّ اخترمتْه المنيّة قبل تكميله (یہ کتاب ہندوستان میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۹۲۹. " تصحيح سُنَن أبى داوٗد ، مع التّعليقات عليه " لِشيخ المشائخ العلّامة مولانا محمود حسن بن ذو الفقار علىّ الدّيوبندىّ الحنفى ، الشّهير بِشيخ الهند ، المولود سنة ١٢٦٨هـ ، المتوفّٰى

یوم الثّلثاء الثّامن عشر من ربیع الأوّل سنة ١٣٣٩ھ (یہ کتاب ۱۳۱۸ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے)

۹۳۰. " الأوّاہ فی أسانید برکة علی شاہ " لِلشّیخ المحدّث العلّامة أبی محمّد برکة علی شاہ الحنفی ، المتوفّٰی سنة ١٣٤٥ھ۔ (اِس کتاب کی ترتیب علامہ مولانا مفتی عمیم الاحسان مجددی برکتی بنگلہ دیشی حنفی المتوفی ۱۳۹۵ھ نے کی ہے)

۹۳۱. " سُلّم الوصول لِشرح نہایة السُّول "(مبحث السنّة منہ) تألیف الشّیخ العلّامة المحقّق فقیہ الدّیار المصریّة و مُفتِیھا محمّد بَخِیت بن حُسَین المُطیعِیّ الحنفی ، المولود فی بلدة " المطیعة " من أعمال أسیوط سنة ١٢٧١ھ ، المتوفّٰی بِالقاھرة سنة ١٣٥٤ھ

(یہ کتاب " المکتبة الفیصلیّة " مکہ مکرمہ میں طبع ہوچکی ہے۔)

۹۳۲. " التّحقیق و التّعلیق علٰی کتاب الآثار لِلامام أبی یوسف رحمہ اللّٰہ " تألیف الشّیخ العلّامة المحدّث المفسّر الفقیہ المحقّق البحّاثة السیّد محمود شاہ بن السیّد مبارك شاہ الشّھیر بِأبی الوفاء الأفغانی ، الحنفیّ القادری، المدرّس بِالمدرسة النّظامیّة و رئیس لجنة " اِحیاء المعارف النّعمانیّة " بحیدر آباد - دکن - الھند ، المولود بِأرغستان ، مُدیریّة قندھار - أفغانستان - فی ذی الحجّة سنة ١٣١٠ھ ، المتوفّٰی بِحیدر آباد - الھند ، یوم الأربعاء ، الرّابع عشر من رجب سنة ١٣٩٥ھ

(یہ کتاب " مکتبة اِحیاء المعارف النّعمانیّة " حیدر آباد - دکن - ہندوستان سے پہلی بار ۱۳۵۵ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۹۳۳. " التّعلیقات علٰی " الردّ علٰی سِیَر الأوزاعی لِلامام أبی یوسف رحمہ اللّٰہ " تألیف الشّیخ العلّامة المحدّث المفسّر الفقیہ المحقّق البحّاثة السیّد محمود شاہ بن السیّد مبارك شاہ الشّھیر بِأبی الوفاء الأفغانی ، الحنفیّ القادری، المدرّس بِالمدرسة النّظامیّة و رئیس لجنة " اِحیاء المعارف النّعمانیّة " بحیدر آباد - دکن - الھند ، المولود بِأرغستان ، مُدیریّة قندھار - أفغانستان - فی ذی الحجّة سنة ١٣١٠ھ ، المتوفّٰی بِحیدر آباد - الھند ، یوم الأربعاء ، الرّابع عشر من رجب سنة ١٣٩٥ھ

۹۳۴. " التّعلیقات علٰی " اختلاف أبی حنیفة و ابن أبی لیلٰی لِلامام أبی یوسف رحمہ اللّٰہ " تألیف الشّیخ العلّامة المحدّث المفسّر الفقیہ المحقّق البحّاثة السیّد محمود شاہ بن السیّد مبارك شاہ الشّھیر بِأبی الوفاء الأفغانی ، الحنفیّ القادری، المدرّس بِالمدرسة النّظامیّة و رئیس لجنة " اِحیاء المعارف النّعمانیّة " بحیدر آباد دکن - الھند ، المولود بِأرغستان، مُدیریّة قندھار- أفغانستان- فی ذی الحجّة سنة ١٣١٠ھ ، المتوفّٰی بِحیدر آباد - الھند ، یوم الأربعاء ، الرّابع عشر

من رجب سنة ١٣٩٥ھ (*یہ کتاب* " مطبعة الاستقامة " *قاہرہ۔ مصر سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔*)

۹۳۵. " التّحقيق و التّعليق علٰى " لامع الدّرارى علٰى جامع البخارى لِلشّيخ الكنكوهى رحمه اللّٰه" (فى ثلاث مجلّداتٍ) تأليف الشّيخ العلّامة بركة العصر المحدّث الكبير مولانا محمّد زكريّا الكاندهلوىّ المدنى ، الحنفى ، المولود فى الحادى عشر من رمضان المبارك سنة ١٣١٥ھ، المتوفّٰى أوّل شعبان سنة ١٤٠٢ھ (*یہ کتاب* " المكتبة الامداديّة " *مکہ مکرمہ سے* **۱۳۹۵** *ہجری میں اور "ایچ۔ ایم۔ سعید" کراچی، پاکستان سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے*)

۹۳۶. " التّحقيق و التّعليق علٰى " الكوكب الدّرّى علٰى جامع التّرمذى ، أمالىّ الشّيخ الكنكوهى رحمه اللّٰه " (فى مجلّدين) تأليف الشّيخ العلّامة بركة العصر المحدّث الكبير مولانا محمّد زكريّا الكاندهلوىّ المدنى ، الحنفى ، المولود فى الحادى عشر من رمضان المبارك سنة ١٣١٥ھ، المتوفّٰى أوّل شعبان سنة ١٤٠٢ھ (*یہ کتاب* " ادارة القرآن و العلوم الاسلاميّة " *کراچی سے ۱۴۰۷ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔*)

۹۳۷. " التّحقيق و التّعليق علٰى " بَذْل المَجْهُود فى حلِّ أبى داوٗد " (فى عشرين مجلّدًا) أليف الشّيخ العلّامة بركة العصر المحدّث الكبير مولانا محمّد زكريّا الكاندهلوىّ المدنى، الحنفى ، المولود فى الحادى عشر من رمضان المبارك سنة ١٣١٥ھ ، المتوفّٰى أوّل شعبان سنة ١٤٠٢ھ (*یہ کتاب قاہرہ۔ مصر میں ۱۳۹۳ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔*)

۹۳۸. " السنّة مع المستشرقين و المستغربين " تأليف الشّيخ الفاضل المحدّث الدّكتور مولانا تقىّ الدّين النّدوىّ المظاهرىّ الحنفى أُستاذ الحديث بِجامعة الامارات العربيّة المتّحدة. طُبِعَ هذا الكتاب فى " المكتبة الامداديّة " فى مكّة المكرّمة سنة ١٤٠٢ھ - و كذا طُبِعَ فى المدينة المنوّرة سنة ١٤٠٥ھ

۹۳۹. " علم رجال الحديث " تأليف الشّيخ الفاضل المحدّث الدّكتور مولانا تقىّ الدّين النّدوىّ المظاهرىّ الحنفى أُستاذ الحديث بِجامعة الامارات العربيّة المتّحدة. طُبِعَ هذا الكتاب فى " دار القلم " بِدُبى سنة ١٤٠٦ھ ، و فى " مكتبة الايمان " بِالمدينة المنوّرة سنة ١٤٠٨ھ

۹۴۰. " تحقيق " التّعليق الممجّد علٰى موطّأ الامام محمّد لِعبد الحىّ اللّكنوى " (فى ثلاث مجلّداتٍ) تأليف الشّيخ الفاضل المحدّث الدّكتور مولانا تقىّ الدّين النّدوىّ المظاهرىّ الحنفى أُستاذ الحديث بِجامعة الامارات العربيّة المتّحدة. طُبِعَ هذا الكتاب فى " دار السنّة و السّيرة " بومبائى الهند ، و " دار القلم " دمشق - الشّام ، المرّة الأُولٰى سنة ١٤١٢ھ

۹۴۱. " التّحقيق و التّعليق علٰى المصنوع فى معرفة الحديث الموضوع " لِلعلّامة المحدّث الفقيه الأُصُولىّ الأديب المُسنِد الشّيخ عبد الفتّاح أبى غُدّة الحَلَبىّ الحنفى ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب فى السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّٰى برياض قُبيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفين المدينة المنوّرة (*یہ کتاب قاہرہ۔ مصر سے ۱۴۰۴ ہجری میں، اور بیروت۔ لبنان سے ۱۴۱۴ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔*)

۹۴۲. " تحقيق " قفو الأثر فى صَفُوِ عُلُوم الأثر " لِلعلّامة المحدّث الفقيه الأُصُولىّ الأديب المُسنِد الشّيخ عبد الفتّاح أبى غُدّة الحَلَبىّ الحنفى ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب فى السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّٰى بِرياض قُبيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفين المدينة المنوّرة (*یہ کتاب بیروت۔ لبنان سے پہلی بار ۱۴۰۸ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے*)

۹۴۳. " تحقيق " بُلُغة الأريب فى مُصْطلح آثار الحبيب " لِلعلّامة المحدّث الفقيه الأُصُولىّ الأديب المُسنِد الشّيخ عبد الفتّاح أبى غُدّة الحَلَبىّ الحنفى ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب فى السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّٰى بِرياض قُبيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفين المدينة المنوّرة

(*یہ کتاب بیروت۔ لبنان سے پہلی بار ۱۴۰۸ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔*)

۹۴۴. " تحقيق " الامام ابن ماجه و كتابه السُّنَن " لِلعلّامة المحدّث الفقيه الأُصُولىّ الأديب المُسنِد الشّيخ عبد الفتّاح أبى غُدّة الحَلَبىّ الحنفى ابن محمّد بن بشير بن حسن ، المولود بِحَلَب فى السّابع عشر من رجب سنة ١٣٣٦هـ ، المتوفّٰى بِرياض قُبيل فجر يوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ١٤١٧هـ ، دفين المدينة المنوّرة (*یہ کتاب بیروت، لبنان سے پہلی بار ۱۴۱۹ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے*)

۹۴۵. " حديث اور سُنّت ميں فرق " تأليف الشّيخ العلّامة المحقِّق ، المناظِر الكبير مولانا محمّد أمين صفدر أُوكاڑوىّ الحنفى ، المتوفّٰى فى الثّالث من شعبان المعظّم سنة ١٤٢١هـ

(*یہ کتاب "دارالایمان" اُردو بازار لاہور سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے۔*)

۹۴۶. " أعلام المحدِّثين و مآثِرُهُم العِلْميّة " تأليف الشّيخ الفاضل المحدّث الدّكتور مولانا تقىّ الدّين النّدوىّ المظاهرىّ الحنفى أُستاذ الحديث بِجامعة الامارات العربيّة المتّحدة ، فَرَغَ من تأليفهٖ فى ثلاثين من ذى الحجّة سنة ١٤٢٧هـ

(*مولف نے اِس کتاب کی تالیف سے بیالیس سال قبل یعنی ۱۳۸۵ھ میں اُردو زبان میں ایک کتاب"*

محدّثین عظام اور اُن کے علمی کارنامے'' تالیف فرمائی تھی، جو کہ اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ تالیفات میں ہم نے شمارہ ۵۷۸ کے تحت درج کی ہے، اور یہ مذکورہ بالا کتاب اُس پہلی کتاب کا عربی ترجمہ ہے جس میں مولف نے بعض مفید اضافے بھی کئے ہیں۔ یہ کتاب " دار البشائر الاسلاميّة " بیروت۔ لبنان سے پہلی بار ۱۴۲۸ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۹۴۷. " امام ابوحنيفه كى محدّثانه حيثيّت " تأليف الشّيخ الفاضل المفتى مولانا نعمت الله الحقّانىّ الحنفى ، عضو شعبة التّحقيقات الفقهيّة الجديدة بِالجامعة " المركز الاسلامى" بنوں، فَرَغَ من تأليفهٖ فى محرّم الحرام سنة ١٤٢٧ھ (یہ کتاب باہتمام ونگرانی مولانا سید نصیب علی شاہ الهاشمی رئیس جامعہ " المركز الاسلامى " بنوں مرتب ہوئی ہے، اور المصباح۔ اُردو بازار لاہور۔ پاکستان سے رمضان المبارک ۱۴۲۷ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے)

۹۴۸. " تسكين الطّالبين فى أحوال المحدّثين " تأليف الشّيخ الفاضل المفتى مولانا بركت الله الأفغانىّ البَرَوانىّ الغُوُربندى ، الحنفى ، الأستاذ بِالجامعة الاسلاميّة دولت القرآن ، سرجانى تأون كراتشى ، فَرَغَ من تأليفهٖ يوم السّبت ، السّادس عشر من ربيع الأوّل سنة ١٤٣٠ھ

(یہ کتاب ''شفیق پرنٹنگ پریس'' اُردو بازار کراچی سے محرم الحرام ۱۴۳۱ ہجری میں طبع ہوکر شائع ہوئی ہے۔)

۹۴۹. " اِفحام الخصام بِدحض المطاعن الموجّهة الى الامام " تأليف الشّيخ العلّامة المحقّق المحدّث الفقيه أحمد مختار رمزى ، التّركىّ أصلًا ، المصرىّ مولدًا و موطنًا ، الحنفىّ مذهبًا ، وكيل دار المحفوظات العموميّة سابقًا ، المولود فى السّادس من ذى القعدة سنة ١٣٤٢ھ ، المتوفّٰى يوم الأربعاء ، الثّلاثين من ربيع الأوّل سنة ١٤٣٣ھ

۹۵۰. " صَفْوَةُ الأُصُول فى مُصْطلحات حديث الرّسول ﷺ " تأليف الشّيخ الفاضل البارع مولانا مفتى محمّد رضوان عزيز، الحنفى، مسئول شعبة التّخصّص فى علوم ختم النّبوّة بِالمدرسة العربيّة، ختم نبوّت مسلم كالونى چناب نگر، باكستان ، طُبِعَ هٰذا الكتاب فى المكتبة القاسميّة ، لاهور باكستان ، سنة ١٤٣٧ھ

اللہ کریم ورحیم کے بے پایاں لطف وعنایت سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی نو سو پچاس (۹۵۰) تالیفات وتصنیفات جلیلہ ومعتبرہ کا تذکرہ ہوچکا، جو کہ بلاشبہ ایک بڑا نایاب اور بیش بہا علمی ذخیرہ ہے۔ اسی نوع کی جو کچھ باقی ماندہ تالیفات وتصنیفات ہیں، اللہ تعالیٰ کی توفیق ونصرت سے اُنہیں آئندہ قسط میں ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء الله تعالىٰ

عبدالمنان معاویہ

فلسفہ معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دورِ حاضر کے تقاضے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج شریف کا واقعہ نہایت مشہور ومعروف ہے ،اُسے علمائے اسلام نے نہایت تفصیل سے تحریر فرمایا ہے ،اور اکثر واقعہ تفسیر قرآن کریم اور صحیح احادیث نبویہؐ میں موجود ہے،اس سارے واقعہ سے دورِ حاضر کے مسلمانوں کو کیا سبق ملتا ہے ؟اور اِس واقعہ کو مدنظر رکھ کر آئندہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے ،یہ سوالات نہایت اہم ہیں اور اس مختصر تحریر میں ہم اس بات پر روشنی ڈالیں گے ،(ان شاء اللہ)واقعہ معراج کب پیش آیا؟ اس میں علمائے سیر کا اختلاف ہے ،اس بارے میں علمائے کے دس اقوال ہیں ،حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واقعہ معراج سفر طائف کے بعد پیش آیا (زادالمعاد) محقق عالم دین ،محدث ومفسر قرآن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں :''راجح قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اور بیعتِ عقبہ سے پہلے معراج ہوئی ...یہ امر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے ہی وفات پا گئیں اور یہ بھی مسلّم ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا شعب ابی طالب میں آپ کے ہمراہ تھیں ،شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد ان کا انتقال ہوا اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ اور آپ کے تمام مقدمات سے نتیجہ یہی نکلا کہ معراج ۱۰ نبوی کے بعد ۱۱ نبوی میں سفر طائف سے واپسی کے بعد کسی مہینہ میں ہوئی ،رہا یہ امر کہ کس مہینہ میں ہوئی ،اس میں اختلاف ہے ،ربیع الاول یا ربیع الآخر ،یا رجب یا رمضان یا شوال میں ہوئی ،پانچ قول ہیں ،مشہور یہ ہے کہ رجب کی ستائیسویں شب میں ہوئی'' (سیرۃ المصطفیؐ:۱/۲۸۸) اب ہم اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے آیت قرآنی کا مفہوم پیش کرتے ہیں ،ارشاد ربانی ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا
الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (بنی اسرائیل:۱)

پاک ہے وہ ذات (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات) جس نے اپنے بندہ کو ،ایک رات

میں (رات کے کچھ حصہ میں) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرایا، جس کے گرد اگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تاکہ ہم اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حق تعالیٰ نے آغازِ کلام یہاں سے فرمایا کہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ یعنی پاک ہے، وہ ذات، اس ابتدائیہ سے حق تعالیٰ اُن لوگوں کے شکوک وشبہات دور فرمانے چاہتے ہیں، جو واقعہ معراج کو عقل کے ترازو میں دیکھ رہے تھے، یا اب تلک دیکھ رہے ہیں، کیونکہ یہ واقعہ عقلی میزان پر پیش کرنا کا نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق ایمان بالغیب پر ہے، اور دوسری بات جو اہم ہے کہ اس ابتدائیہ کلام سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ پاک ہے وہ ذات، یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہیں لے گئے، بلکہ پاک ہے وہ ذات جس پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، اور وہاں سے آسمانوں، جنت ودوزخ کی سیر کرائی گئی، ملاقات باری تعالیٰ ہوئی، یہ سب قدرت الٰہیہ سے ہوا، اور اللہ وہی ہے جس نے جنت سے آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجا، اگر باری تعالیٰ جنت کی وادی سے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام واُم البشر حضرت حوا سلام اللہ علیہا کو زمین پر بھیج سکتے ہیں، تو کیا زمین سے وہ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر نہیں بلا سکتے..؟ اور منکرین کا اعتراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں، بلکہ قدرت باری تعالیٰ پر ہے، اسی لیے آغازِ کلام سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ سے فرما کر معترضین کے اعتراضات کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے پھیر دیا۔

عربی زبان میں اَسۡرٰی، رات کی سیر کو کہا جاتا ہے، بعض علمائے کرام اَسۡرٰی سے مراد مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو معراج سے تعبیر فرماتے ہیں، اور بعض علمائے کرام دونوں کو معراج کہہ دیتے ہیں اور عوام میں بھی یہی رائج ہے۔ کیونکہ معراج کا واقعہ رات کے وقت پیش آیا تھا، اس لیے اِسے اَسۡرٰی سے تعبیر فرمایا اور آگے فرمایا بِعَبۡدِہٖ اپنے عبدِ کامل کو، یعنی اس لفظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عبدِ کامل ہونے کی تصریح فرمادی، تاکہ کل کلاں واقعہ معراج کو بنیاد بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا شریک نہ بنالیں، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنسِ بشریت کی نفی نہ فرمادیں، اس لیے اولاً اپنی قدرت، بزرگی کا اعلان فرمایا، پھر رات کی سیر کا ذکر کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت کاملہ کا تذکرہ فرمادیا، یہ اس لیے بھی تھا کہ لوگ اسے ایک دلچسپ واقعہ سمجھنے کے بجائے عقیدہ سمجھیں، اور لوگوں کو عقائد سمجھیں، ان ابتدائی مفہومِ قرآنیہ کے بعد واقعہ معراج ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری ومسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اپنے گھر میں آرام فرماتے تھے، کہ مکان کی چھت کھلی اور جبریل علیہ السلام مع جماعتِ ملائکہ کے تشریف لائے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند سے بیدار کیا ،انہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدرِ مبارک کو چاک کیا اور اُسے آبِ زم زم سے دھویا ،اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان وحکمت سے بھر کر لائے اور اسے اس میں ڈال کر بند کر دیا ،اور ساتھ لے کر چل پڑے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص سواری لائی گئی جس کا نام براق تھا ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے اور سب سے پہلے مدینہ طیبہ (اُس وقت کا یثرب) دو رکعت نماز پڑھی ،وادی سینا شجرۂ موسیٰ کے قریب دو رکعت نماز ادا فرمائی ،پھر مدین میں دو رکعت نماز پڑھی ،پھر بیت اللحم میں پیدائش عیسیٰ علیہ السلام کے قریب دو رکعت نماز ادا فرمائی ،وہاں سے روانہ ہوئے تو ایک بوڑھی نے آپ کو آواز دی ،جبریل علیہ السلام نے اُس کی جانب التفات سے منع فرمایا، پھر آگے ایک بوڑھے نے آواز دی ،تو بھی جبریل علیہ السلام نے ان کی جانب متوجہ ہونے سے منع فرمایا، بوڑھی عورت ،دنیا تھی جس کی عمر ختم ہونے کو ہے،اور بوڑھا شخص شیطان تھا۔

پھر مسجد اقصیٰ میں پہنچے وہاں ارواح انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات موجود تھیں ،انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا ،اس کے بعد اذان ہوئی ،اقامت کہی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کرائی،بعض روایات میں آتا ہے کہ انبیائے کرامؑ کے علاوہ سماوی فرشتے نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی ،جب نماز ادا فرمالی گئی تو سماوی ملائکہ نے جبرئیل امینؑ نے دریافت کیا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبین ؐ ہیں ،ملائکہ نے پوچھا کہ کیا ان کے پاس بلانے کا پیغام بھیجا گیا تھا ؟ جبریل علیہ السلام نے فرمایا،ہاں ،فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو زندہ وسلامت رکھے ،بڑے اچھے بھائی اور بڑے اچھے خلیفہ ہیں (تلخیص از سیرۃ المصطفیٰؐ ،ج:۱)

پھر جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے گئے ،جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ کھولو ،اس نے کہا کہ کون ؟انہوں نے جواب دیا ''جبریلؑ'' اس نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے ؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ،اس نے سوال کیا کیا وہ بلائے گئے ہیں ؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا ،جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر تشریف لے گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کے دائیں اور بائیں بہت سی پرچھائیں تھیں جب وہ دائیں دیکھتے تو مسکراتے ،اور جب بائیں دیکھتے تو روتے ،آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انہوں نے "مرحبا یا نبی الصالح ،مرحبا یا ابن الصالح" کہا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انہوں نے بتایا یہ آدم علیہ السلام تھے ،اسی طرح دیگر انبیاء کرامؑ سے ملاقاتیں ہوتیں رہیں ہر نبی ورسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرحبا یا اخی الصالح کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کا استقبال کرتا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو "مرحبا یا نبی الصالح" کے ساتھ "مرحبا یا ابن الصالح" بھی کہا۔اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اُس مقام پر پہنچے جہاں قلم قدرت کے چلنے کی آواز آرہی تھی ،اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کی ،اس عطیہ ٔربانی کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کیا فرض کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ بارگاہ ایزدی میں حاضری دی اور کم کرائیں آپؐ کی امت اس کی متحمل نہیں ہوسکے گی ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم دربارِ خداوندی میں حاضر ہوئے تو ایک حصہ کم کردیا گیا ،دوبارہ موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر دوبارہ تشریف لے گئے اس طرح اپنی امت کی خاطر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی چکر لگائے آخر حق تعالیٰ نے کم کرتے کرتے پانچ نمازیں فرض قرار دے دی ،ان پانچ نمازوں پر ثواب اب بھی پچاس نمازوں کا ہی ملے گا۔

روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین عطائے ربانی ملے ،سورۃ البقرہ کی آخری آیات ،جن میں ایمان وعقائد کی تکمیل وتشریح مذکور ہے ،اور دورِ مصائب کے خاتمہ کی بشارات ہے ،حق جل مجدہ نے خاص مژدہ سنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو کوئی شرک نہ کرے گا ،اُس کی مغفرت کردی جائے گی ،اور تیسرا عطیہ نمازوں کا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے ،اس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ (انتہاء کی بیری کا درخت) کی سیر کرائی گئی ،اس درخت پر شان ربانی کا پَرتو تھا ،جس سے اُس درخت کی ہیت تبدیل ہوگئی اور پھر اُس میں حسن کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جس کو کوئی زبان لفظوں میں بیان نہیں کرسکتی ،اُس میں انوارِ وتجلیات کے ایسے رنگ ظاہر ہوئے جو زبان وبیان سے باہر ہیں ،اسی مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلی شکل میں دیکھا ،سیرۃ النبیؐ از شبلی نعمانی میں لکھا ہے کہ :''پھر شاہدِ مستورِ ازل نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز ونیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے ،جن کی لطافت ونزاکت الفاظ کے بوجھ کی متحمل نہیں ہوسکتی ،فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ماوحیٰ''(سیرۃ النبیؐ :۳/۲۲۷) پھر جنت اور دوزخ کی سیر کرائی گئی ،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی ہوئی ،بعض روایات میں آتا ہے کہ انبیائے کرامؑ کو نمازِ کی امامت واپسی پر کرائی ،حافظ ابن کثیرؒ اور کئی دیگر علمائے کرام کا رجحان اسی طرف ہے ،لیکن اکثریت کے نزدیک جاتے ہوئے امامت کے فرائض انجام دیئے گئے ،واللہ اعلم

یہاں تک صحیح روایات کی روشنی میں ہم نے واقعہ معراج بیان کردیا ہے ،اب آتے ہیں کہ دورِ

حاضر میں جب مسلمان چہار عالم میں ذلت کی دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں، ہر سو خون مسلم پانی کی طرح بہایا جارہا ہے، اہل یورپ جانوروں کے حقوق کی آواز بلند کرتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے خون کی اُن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں، برما، کشمیر، فلسطین، لیبیا، عراق، شام، اور افغانستان کا حالیہ واقعہ، پاکستان میں خود کش حملے، قتل وگری، یمن کی حالت زار، کس سے ڈھکی چھپی ہے، اب سعودی عرب کے زوال کے دن بھی شروع ہوچکے ہیں، اہل عرب مندر بنا کر خوشی کا اظہار کررہے ہیں، اور ہندوستان میں مودی سرکار مسلمانوں کی نسل کشی میں مصروف عمل ہے، چہار عالم نظر دوڑا کر مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار دیکھ کر ہم اس پر غوروفکر کرتے ہیں کہ واقعہ معراج سے ہمیں سبق کیا ملتا ہے۔؟

علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ......

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معراج کے سفر کو ''عرج بی'' سے بیان فرمایا، عرج کا معنی ہے اوپر چڑھنا، بلندی کی طرف جانا، سیڑھی چڑھنا، واقعہ معراج امت مسلمہ کو یہ سبق دیتا ہے، کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کرائی، اُن کی نبوت وہبی، اُن کا سفر معراج بھی وہبی، لیکن ہم کسب کے مکلّف ہیں، تو ہمیں عروج بھی کسبی ملے گا اور اُس کے لیے ہمیں خود محنت کرنا ہوگی، اُس کے لیے سب سے اہم شئے جو ہے وہ یہ ہے کہ ہم دین اسلام کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے جدید علوم سیکھیں اور اُن میں اپنا مقام بنائیں، اپنی صلاحیتوں کو تعمیری کاموں میں صَرف کریں، اور اس کے لیے وسیع ذرائع کے موجود ہونے کا انتظار مت کریں، بلکہ محدود وسائل کو استعمال میں لاکر تھوڑا کام کریں اور اسی کام کو نئے طرز سے، کم وسائل میں ہونے والے کام میں جدت کے طریقے اپنے ذہن سے اختراع کریں، اس وقت پوری امت مسلمہ کی نظر ملک پاکستان پر جمی ہوئی ہے، اور یہ وقت ہے کہ پاکستان کے نوجوان اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر دنیا میں اپنا سکہ منوائیں اور اسلامی دنیا کی رہنمائی کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل کرنے اور خلفائے راشدینؓ کے طرز حیات کو اپنانے کی توفیق نصیب کرے۔ آمین

مولانا انیس الرحمٰن ندوی*

بھارت میں تین طلاق کے متعلق سپریم کورٹ کا فیصلہ ایک تجزیہ

سپریم کورٹ کی پانچ رکنی بنچ نے اپنے ۲۲ اگست ۲۰۱۷ کے فیصلہ میں تین طلاق کو منسوخ کر کے حکومت کو چھے ماہ کے اندر اس سلسلے میں نیا قانون بنانے کا حکم دیا ہے۔ پانچ ججوں کی بنچ میں سے تین ججوں نے منسوخی کے حق میں اور دو ججوں نے اس کی مخالفت میں اپنا فیصلہ سنایا۔

اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ تین طلاق ایک انتہائی شنیع اور گھناؤنا عمل ہے۔ مگر اسلام نے محض ناگزیر اور اضطراری حالات سے بچنے کے لئے اس کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اس کے باوجود اگر مسلم معاشرہ میں اس کا غلط استعمال ہو رہا ہے تو اس کو روکنے کے کئی راستے موجود ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جس کو خود سپریم کورٹ نے اپنے گزشتہ فیصلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کو تلقین کی تھی کہ وہ ہندوستان کے تمام دار القضاؤں اور مساجد کے تحت انجام پانے والی شادیوں کے نکاح ناموں میں تین طلاق کی شق کو داخل کرے، اور عورت کو اسکے قبول اور عدم قبول کا مکلّف بنائے۔ اسکا دوسرا طریقہ بعض حلقوں کی جانب سے یہ تجویز کیا گیا کہ بغیر کسی عذر کے تین طلاق دینے والوں کا سماجی بائیکات کیا جائے۔ حضرت عمرؓ تین طلاق دینے والوں کی ہمت شکنی کرنے کیلئے انہیں تادیبا کوڑے مارا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں اور بھی مناسب طریقوں اور قانون سازیوں (مثلاً سزا اور بھاری جرمانہ) سے اس رواج کو روکا جاسکتا تھا جس کی نظیریں خود اسلامی قانون میں موجود ہیں مگر عدالتِ عظمیٰ نے ایسا نہ کر کے تین طلاق ہی کو کالعدم قرار دے دیا۔ لہٰذا سپریم کورٹ کا یہ فرمان ایک طرف مسلم پرسنل لاء میں کھلی ہوئی مداخلت ہے تو دوسری طرف اس سے مسلمانوں کو عمل حرام پر مجبور کرنا لازم آتا ہو۔ لہٰذا اس سلسلے میں ہمارا یہ ماننا ہے کہ عدالتِ عظمیٰ کا مقصد یعنی تین طلاق کی روک تھام ضرور قابل تحسین ہے مگر اسکے حصول کا طریقہ نامناسب اور غیر شرعی ہے۔

جنرل سکریٹری، فرقانیہ اکیڈمی وقف، بنگلور

سپریم کورٹ کے فیصلہ پر ایک نظر

تین طلاق کے متعلق عدالت عظمیٰ کی پانچ ججوں کی آئینی بنچ کے فیصلہ کے بالاستیعاب مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک متضاد فیصلہ ہے جس میں ایک طرف تین ججوں (جسٹس کورین جوزف، جسٹس نریمان اور جسٹس للت) نے تین طلاق کی منسوخی کے حق میں اور دو ججوں (چیف جسٹس کھیہر اور جسٹس عبد النذیر) نے اس کی مخالفت میں فیصلہ صادر کیا، تو دوسری طرف پانچ میں سے تین ججوں نے یہ بھی مانا کہ ہر مذہب والوں کو اپنے پرسنل لاء پر عمل درآمد ہونے کا مکمل حق حاصل ہے۔ اس میں عدالتوں کو مداخلت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

عدالت عظمیٰ کا یہ پورا فیصلہ ۳۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں چیف جسٹس کھیہر نے اپنے ۲۷۲ صفحات پر مشتمل فیصلہ میں کہا کہ پرسنل لا آئین ہند کی دفعہ ۲۵ اور ۴۴ میں دی گئی مذہبی آزادی کے تحت آتا ہے (ص ۲۶۵)، جس کی حفاظت کرنا عدالتوں کا فرض ہے۔ عدالتوں کو پرسنل لاز میں خواہ مخواہ غلطیاں تلاش کرنے کا حق نہیں ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مذہب کا تعلق عقیدے سے ہے عقل ومنطق سے نہیں۔ اور یہ کہ کسی بھی مذہب کی تفہیم میں اعتبار اس کے ماننے والوں کے فہم کے مطابق ہونا چاہئے۔ جسٹس کھیہر کا اتنا کہنا تو درست تھا مگر اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے حکومت کو اس سلسلے میں قانون سازی کی دعوت بھی دے کر خود اپنی ہی بات نفی کر ڈالی جو ان کا ایک کھلا ہوا تضاد ہے۔ جسٹس عبد النذیر نے جسٹس کھیہر کے فیصلے کی تائید کی۔

جسٹس نریمان نے اپنے ۹۶ صفحات کے فیصلے میں کہا کہ چونکہ یک مشت تین طلاق سے قرآن میں بیان کردہ مصالحت کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند ہوجاتے ہیں اس لئے اس کو تحفظ فراہم نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ کہ تین طلاق دستور کے آرٹیکل ۱۴ میں دئے گئے بنیادی حقوق کے خلاف ہے (ص ۳۵۴)۔ ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ طلاق ثلاثہ شریعت کا لازمی جز نہیں ہے۔ جسٹس للت کی بھی یہی رائے رہی۔

جسٹس کوریان نے اپنے ۲۶ صفحات کے فیصلے میں مذہبی آزادی کو دستوری حق مانا مگر انہوں نے تین طلاق کو شریعت کا لازمی جز ماننے سے انکار کردیا۔ ان کی دلیل تھی کہ قرآن میں کہیں بھی تین طلاق کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو چیز مذہبی اعتبار سے بُری ہو اس کو قانونی اعتبار سے جائز نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے مطابق دستور کی دفعہ ۲۵ کی تحت مذہبی آزادی حق مساوات اور دیگر بنیادی حقوق کے ساتھ عدم تصادم کے ساتھ مشروط ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم ان فاضل ججوں کے اٹھائے گئے بعض نکات کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

اسلام میں نکاح ایک سماجی معاہدہ

اسلام میں نکاح میاں اور بیوی کے درمیان ایک سماجی معاہدہ contract ہے۔ لہٰذا میاں اور بیوی کو اس کا انٹرنیٹ میں باہم رضامندی کے ساتھ شرائط طے کرنے اور ان میں تصرف کا پورا حق حاصل ہے۔ اس میں میاں اور بیوی کوئی بھی شرط (بشمول طلاق ثلاثہ) باہمی رضامندی کے ساتھ قبول یا رد کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی تیسرا شخص (تھرڈ پارٹی) اس میں مداخلت کا مجاز نہیں ہے۔ اگر مؤثر طریقے سے نکاح کے اس تصور کو صحیح طور پر نافذ کیا جائے تو طلاقِ ثلاثہ کا پورا جھگڑا یہیں ختم ہوسکتا ہے۔ لہٰذا سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ جہاں شریعت میں کھلی ہوئی مداخلت ہے وہیں یہ نکاح کے اسلامی تصور کی اسپرٹ کے خلاف ہے۔

طلاقِ ثلاثہ رواج ہے یا منصوص حکم

عدالتِ عظمیٰ کے بعض فاضل ججوں کا زور اس پر رہا کہ طلاقِ ثلاثہ قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ ایک رواج ہے جس کے موجد حضرت عمرؓ ہیں جنہوں نے اپنے انتظامی فرمان کے ذریعہ تین طلاق کو ایک کے بجائے تین قرار دیا۔ اس مسئلہ پر اب تک بہت کچھ لکھا جاچکا ہے کہ طلاق ثلاثہ ایک منصوص حکم ہے وہ کسی بندے کی ایجاد نہیں ہے۔ پھر بھی یہاں اس کا اختصار پیش کیا جاتا ہے تاکہ اس سلسلے میں کسی کو بھی تردد باقی نہ رہے۔

قرآن مجید میں تذکرہ صرف طلاق احسن کا ہے (بقرہ: ۲۲۹) اور طلاق دینے کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے۔ سورۂ بقرہ کی اسی آیت میں آگے تاکید کی گئی ہے کہ وہ حد سے تجاوز نہ کریں ورنہ ان کا شمار ظالمین میں ہوگا۔ لہٰذا کبار ائمہ نے اس سے بطور اقتضاء النص یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ اس سے بیک وقت تین طلاق دینا مراد ہے ورنہ اس کے ارتکاب کے باوجود کوئی بھی شخص ظالم نہیں ہوسکتا۔

جہاں تک احادیث کا تعلق تو صحاح ستہ سمیت مختلف حدیث کی کتابوں میں درجنوں احادیث وارد ہوئی ہیں جن سے بیک وقت دی ہوئی تین طلاقوں کا ثبوت ملتا ہے، اور وہ بھی نبی کریم ﷺ کے دور میں۔ صحیح بخاری میں ایک حدیث مروی ہے کہ ایک صحابی عویمر عجلانی نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو قرآنی فیصلے کے مطابق رسول اللہ نے ان دونوں کو ایک دوسرے پر لعنت کرنے کا حکم دیا جب میاں بیوی اس سے فارغ ہوئے تو عویمر نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کرنے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں (بخاری: ۵۲۵۹) بخاری ہی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔ پھر اس نے بھی اس کو طلاق دے دی تو نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا اب اس عورت کو پہلے مرد سے نکاح درست ہے تو آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ

دوسرا مرد اس سے ہمبستری نہ کرلے وہ پہلے مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ (بخاری: ۵۲۶۱) اسی طرح کا واقعہ ایک صحابیہ رفاعہ قرظی کیساتھ پیش آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے پہلے شوہر سے شادی کی اجازت مانگی تو آپ نے ان کو بھی وہی حکم دیا۔ (بخاری: ۵۲۶۰) امام بخاری نے یہ تینوں حدیثیں تین طلاق کے جواز کے باب کے تحت درج کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے خود ان کا مسلک بھی ایک مجلس کی تین طلاق کے جواز کا تھا۔

ابن ماجہ نے فاطمہ بنت قیس کی روایت نقل کی ہے کہ انکے شوہر نے یمن جاتے وقت انہیں تین طلاقیں دے دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نافذ کردیا۔ (ابن ماجہ: ۲۰۲۴) سنن نسائی میں محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ غضب ناک ہو کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جائے گا جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ (نسائی: ۳۴۰۱) اس کا بھی مطلب یہ ہوا کہ یہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئی، ورنہ اگر تین سے صرف ایک مراد ہوتی تو اس پر آپ ﷺ کے اسقدر غضبناک ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اس سلسلے کی ایک اور حدیث 'حدیث رکانہ' ہے۔ رکانہ نے اپنی بیوی کو 'طلاق البتہ' دی۔ آپ ﷺ نے رکانہ کو قسم دے کر پوچھا کہ طلاق البتہ سے ان کی نیت کیا تھی ایک یا تین کی۔ جب انہوں نے کہا کہ اس سے ان کی نیت ایک کی تھی تو آپ ﷺ نے ان کی بیوی ان کو لوٹا دی۔ (ابو داؤد وابن ماجہ) یہاں بھی واضح ہے کہ اگر یہاں پر تین طلاقیں بیک وقت واقع نہ ہوتیں تو پھر آپؐ رکانہ سے اس طرح تفصیل دریافت نہیں کرتے اور قسم نہیں کھلاتے بلکہ صاف فرمادیتے کہ ایک ہی واقع ہوئی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے مذکورۂ بالا تمام واقعات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آپ ﷺ کی موجودگی میں واقع ہوئے ہیں، جس پر آپ ﷺ کے تفصیلی فرامین بھی موجود ہیں کہ آپؐ نے انہیں نافذ فرمایا۔ آپؐ کے بعد صحابہ کرام بھی اسی مسلک پر عمل پیرا رہے۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاقیں دی ہیں تو آپ کی کیا رائے ہے؟ آپؓ نے کہا کہ تیری تین طلاقیں تو تیری عورت پر واقع ہوگئیں اور بقیہ ۹۷ کے ذریعہ تو نے اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا ہے۔ (مؤطا امام مالک) ایک شخص عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اورعرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں (تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟) آپ نے پوچھا کہ (اس مسئلے میں اہل علم) لوگوں نے تجھ سے کیا کہا ہے؟ وہ بولا کہ مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری بیوی تم سے بائن (جدا) ہوگئی؟ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا۔ (مؤطا مالک) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

دور صحابہ میں بیک وقت ایک سے زیادہ طلاق دینے کی صورت میں وہ تمام لوگوں کے نزدیک واقع ہوجاتی تھیں۔ صحابہ اور تابعین میں اس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں تھا۔

کتب حدیث میں مزید درجنوں صحیح احادیث موجود ہیں جن سے بیک وقت تین طلاق کی قطعیت کا ثبوت ملتا ہے جن سے طوالت کے خوف سے اجتناب کیا جارہا ہے۔ بعض لوگ ایک مجلس کی تین طلاق کے نفاذ کو حضرت عمر کے انتظامی فرمان میں شمار کرتے ہیں۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے:

''جوابن طاؤس سے مروی ہے کہ ابوصہباء نے ابن عباسؓ سے دریافت کیا: کیا آپ جانتے ہیں کہ عہد رسالت وابوبکر اور خلافت عمر کے تین سالوں تک تین کو ایک قرار دیا جاتا تھا؟ ابن عباس نے کہا: ہاں'' (مسلم: ۱۴۷۲؛ ابوداؤد: ۲۲۰۰؛ نسائی وبیہقی) ظاہر ہے یہ حدیث اوپر مذکور عہد رسالت اور عہد صحابہ کے واقعات کے بالکل منافی دوسرا حکم بیان کررہی ہے۔ اس حدیث کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی حدیث اسی راوی (ابن طاؤس) سے ابوداؤد اور بیہقی میں ایک اور جگہ مروی ہے جس میں یہ زائد الفاظ مروی ہیں کہ یہ بات اس منکوحہ کے بارے میں ہے جو کہ ابھی غیر مدخولہ ہے۔ (ابوداؤد: ۲۱۹۹) لہٰذا قرینِ قیاس یہی ہے کہ حضرت عمر کی طرف منسوب یہ بات منکوحہ غیر مدخولہ عورت کے متعلق ہے۔ ورنہ ایک تابعی (ابن طاؤس) کی روایت سے اتنے سارے صحابہ سے مروی روایات کو رد نہیں کیا جاسکتا۔

لہٰذا صحاح ستہ کے اکثر مصنفین سمیت کبار محدثین کا مسلک بھی یہی ہے کہ بیک وقت دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ فقہاء میں بہت کم کسی مسئلہ پر تمام ائمہ کا مکمل اتفاق ہوتا ہے مگر طلاق ثلاثہ کے متعلق ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور جمہور فقہاء کا اتفاق ہے کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا طلاق ثلاثہ کے وقوع پر پوری امت کا اجماع ہے جو صحابہ اور تابعین کے دور سے چلا آرہا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ جو تین طلاق کو ایک مانتے تھے خود انہوں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ جمہور صحابہ، تابعین اور فقہاء کا قول یہی ہے: ''یہ قول مالک، ابوحنیفہ، احمد اور شافعی کا ہے جو اکثر صحابہ اور تابعین سے مروی ہے۔'' (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۳۳/۸؛ زاد المعاد: ۵/۲۴۷) لہٰذا اس کو حضرت عمرؓ کا انتظامی فرمان قرار دینا آپؓ جیسے جلیل القدر صحابی پر بہت بڑا اتہام ہے۔ (ملاحظہ ہو: تین طلاق کا ثبوت، علامہ محمد شہاب الدین ندویؒ، مطبوعہ فرقانیہ اکیڈمی وقف)

تین طلاق کی حکمتیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ تین طلاق کے عمل کو شریعت میں حرام اور واجب گناہ قرار دیا گیا ہے مگر اس کے باوجود اسلامی شریعت میں اس کو قابل اعتبار بھی مانا گیا ہے۔ تین طلاق ہی کیوں خود نفس طلاق

(بشمول طلاق احسن اور طلاق حسن) اللہ کے نزدیک تمام حلال اشیاء میں سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے (سنن ابو داؤد: ۲۱۷۸؛ ابن ماجہ: ۲۰۱۸) مگر کیا اس کے باوجود طلاق ایک معاشرتی ضرورت اور انسان کا فطری حق نہیں ہے؟ بلکہ بہت سے مواقع پر وہ باعث رحمت بھی ہے۔ لہذا جس طرح نفس طلاق مباح ہے اسی طرح طلاق ثلاثہ بھی بعض انتہائی ناگزیر حالات میں مباح قرار دیا گیا ہے۔

ممکن ہے بعض لوگوں کو اس سے اختلاف ہو مگر طلاق ثلاثہ یا instant talaq بھی بعض ناگزیر حالات میں ضروری معلوم ہوتی ہے۔ بالخصوص ہندوستان جیسے ملکوں میں جہاں عورتوں پر مظالم دنیا کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتے ہیں اور جن سے ازدواجی طور پر چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے انہیں موت کی ابدی نیند سلا دیا جاتا ہے۔ اس قسم کے اضطراری حالات اور حادثات کی روک تھام کے لئے فوری طلاق بھی مسئلہ کا ایک حل ہوسکتا ہے۔ جس کے ذریعہ بہت ساری انسانی جانوں کو بچایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کے ایک اضطراری واقعہ کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔ یہ بخاری میں مذکور وہی عویمر عجلانی ہی کی روایت ہے جس کو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ عویمر عجلانی نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر فرمایا یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جس نے اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد کے پاس پایا ہو کہ اگر وہ (شوہر) اس (بیوی) کو قتل کردے تو آپ بھی اس (شوہر) کو دیت کے طور پر قتل کردیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی فیصلے کے مطابق ان دونوں میاں بیوی کو ایک دوسرے پر لعنت کرنے کا حکم دیا۔ جب میاں بیوی اس سے فارغ ہوئے تو عویمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں (بخاری: ۵۲۵۹)۔ اس حدیث میں مذکور واقعہ میں تین طلاق کی مشروعیت کے متعلق ہمارے ذہنوں میں اٹھنے والے تمام سوالات واشکالات کا جواب موجود ہے۔

فقہ اسلامی کا ایک اصول اخف الضررين ہے، جس کا مطلب ہے اضطراری اور مجبوری کی حالت میں دو ممنوع اشیاء میں سے کم نقصان اور ضرر والی شئ کو اختیار کرنا۔ لہٰذا طلاق ثلاثہ کی حرمت کے باوجود اس کے وقوع کو مباح رکھنا قرین قیاس ہے کہ اسی اصول کے تحت ہو۔

بسا اوقات طلاق واجب بھی ہوجاتی ہے۔ فقہاء کے مطابق طلاق واجب اس وقت ہوتی ہے جب میاں بیوی کے جھگڑے میں فیصلہ کرنے والے ثالثوں کی رائے یہ ہو کہ ان کے درمیان کوئی خیر کی امید نہیں ہے بلکہ ان دونوں کو جلد از جلد الگ کردینا ہی بہتر ہے۔ یا میاں بیوی دونوں رضامندی سے فوری طور پر الگ ہونا چاہتے ہوں، اور ان دونوں کو مزید وقت تک ملا کر رکھنے میں طرفین کو مالی، جانی یا جسمانی

نقصان کا خطرہ ہو تو ایسی تمام صورتوں میں فوری طلاق حرمت اور کراہت کے باوجود ضروری ہو جاتی ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو اسلام کا کوئی بھی قانون زائد یا غیر ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے تمام قوانین میں انسانی معاشرہ میں رائج ہر قسم کی برائیوں کا حل پوشیدہ ہے۔

ہندوستان میں شادی شدہ افراد کی خودکشیاں

اسلام میں مشروع طلاق ثلاثہ یا فوری طلاق کی افادیت واہمیت کو ہندوستانی سماج کی موجودہ صورتحال کے تناظر میں بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے، جہاں شادی شدہ افراد کی خودکشی کا معاملہ انتہائی سنگین شکل اختیار کر چکا ہے۔نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو (این سی آر بی) نے بھارتی سماج میں شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں خودکشی کے رجحان کے جو اعداد وشمار پیش کئے ہیں وہ انتہائی چونکانے والے ہیں۔ ہمارے سامنے ۲۰۰۱ سے ۲۰۱۲ کے اعداد وشمار ہیں جو حسب ذیل ہیں:

جدول ا: بھارت میں شادی شدہ مرد اور خواتین میں خودکشی کے اعداد وشمار

سال	عورت	مرد	مجموعی
۲۰۰۱	۲۷،۶۷۰	۴۵،۹۳۲	۷۳،۶۰۲
۲۰۰۲	۲۶،۵۵۱	۴۷،۵۲۷	۷۴،۰۷۸
۲۰۰۳	۲۷،۱۸۲	۴۸،۶۵۶	۷۵،۸۳۸
۲۰۰۴	۲۷،۵۷۱	۵۰،۷۳۱	۷۸،۳۰۲
۲۰۰۵	۲۷،۷۲۷	۵۰،۵۷۳	۷۸،۳۰۰
۲۰۰۶	۲۹،۴۲۵	۵۴،۴۳۷	۸۳،۸۶۲
۲۰۰۷	۲۹،۶۰۲	۵۶،۵۴۰	۸۶،۱۴۲
۲۰۰۸	۲۹،۷۰۳	۵۶،۷۳۴	۸۶،۴۳۷
۲۰۰۹	۳۰،۷۵۰	۵۷،۱۹۵	۸۷،۹۴۵
۲۰۱۰	۳۱،۱۵۹	۶۰،۴۴۹	۹۱،۶۰۸
۲۰۱۱	۳۲،۵۱۷	۶۲،۴۳۳	۹۴،۹۵۰
۲۰۱۲	۳۱،۹۹۲	۶۳،۳۴۳	۹۵،۳۳۵

واضح رہے مذکورۂ بالا اعداد وشمار شادی شدہ مرد اور خواتین کی خودکشیوں کے ہیں۔ان میں قتل، غیر فطری اموات، جہیز ہراسانی وغیرہ کی اموات اور وقتیہ یا مستقل معذوری disability کے واقعات شامل نہیں ہیں۔این سی آر بی کی اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بھارت میں شادہ شدہ مرد اور خواتین کی خودکشیوں کا سب سے بڑا سبب گھریلو مسائل ہیں۔خودکشی کے مذکورۂ بالا واقعات میں ہر سال ۴-۵ فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔جیسا کہ اس رپورٹ سے معلوم ہو رہا ہے کہ خودکشی کا تناسب عورتوں کے مقابلے میں

مردوں میں دوگنا ہے۔ مختلف سرویس میں مردوں میں خودکشی کی اس زیادتی کے لئے جن اسباب کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے ان میں مرد کے خلاف انتہائی سخت قوانین کا پایا جانا ہے، جن میں جہیز ہراسانی، گھریلو تشدد اور شادی کے ۷ سال کے اندر بیوی کی غیر فطری موت کے قوانین ہیں جو اس قدر سخت ہیں کہ اس کی وجہ سے مرد اور اس کے تمام اہل خانہ کو تفتیش کے بغیر حوالات میں بند رہنے، شوہر کا اپنی پوری جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھنے یا ایک طویل مدت تک شوہر اور اس کے اہل خانہ کو قید و بند کے صعوبتیں برداشت کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ کریمنل پروسیجر کوڈ کی دفعہ ۱۲۵ کے تحت صرفِ نظر اس کہ غلطی کس کی ہے مرد اپنی بیوی کی تاحیات کفالت کا ذمہ دار ہے۔ ان اعداد وشمار میں مزید اس کے انکشافات کئے گئے ہیں کہ طلاق کے بعد یا بیوی کے انتقال کے بعد ان شادی شدہ مردوں میں خودکشی کا رجحان انتہائی کم ہوگیا ہے۔ (ٹائمز آف انڈیا: ۲۶ جولائی) دوسری طرف بھارتی قوانین کے تحت طلاق کے حصول کے لئے اسقدر سخت شرائط ہیں کہ ہر کس و ناکس طلاق کی اپیل کی استطاعت نہیں رکھتا، اور جو اس کی ہمت کرے اس کیلئے بھی اس کے حصول کے لئے عام حالات میں پانچ سال یا اس سے بھی زیادہ کا عرصہ لگ سکتا ہے۔ لہٰذا واقعہ یہ ہے کہ بھارت میں ازدواجی زندگی اگر مسائل کے بغیر کامیابی سے چل گئی تو چل گئی ورنہ یہی شادی میاں اور بیوی کیلئے عذاب بن جاتی ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے وہ ایسا انتہائی اقدام کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

بہرحال یہ اعداد وشمار حکومت، عدلیہ اور ہمارے نادان دانشوروں کے لئے ایک لمحہ فکریہ اور تنبیہ ہیں کہ اگر مسائل میں الجھے ہوئے اور ناکارہ ازدواجی رشتوں کو فوری یا جلد ختم کرکے انہیں راحت نہیں دی گئی اور انہیں نئے سرے سے زندگی گزارنے کا ایک مزید موقع جلد فراہم نہیں کیا گیا تو اس کے کسقدر سنگین نتائج نکل سکتے ہیں۔

طلاق ثلاثہ کا مسئلہ کتنا سنگین ہے؟

یہاں یہ سوال بھی اہمیت کا حامل ہے کہ کیا طلاق ثلاثہ کا رواج مسلم معاشرہ میں واقعی اسقدر سنگین ہے جتنا سنگین بنا کر اس کو میڈیا اور حکومت پیش کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں سی آر ڈی ڈی پی CRDDP نامی ایک غیر حکومتی ادارے کے سروے کے ذریعہ جمع کئے گئے اعداد وشمار کافی اہم ہیں جس میں دکھایا گیا ہے کہ مسلمانوں میں تین طلاق کا رواج انتہائی کم یا نہ ہونے کے برابر ہے۔ سی آر ڈی ڈی پی نے بیس ہزار سے زائد افراد سے جوابات طلب کئے۔ اس نے طلاق کے ۳۱۳ قضیوں کا تجزیہ کیا اور حسب ذیل اعداد وشمار پیش کئے: طلاق کے ان واقعات میں ۳۶ء۲ فیصد طلاقیں سنت طریقہ (طلاق احسن اور حسن) کے ذریعہ، ۲۴ء۷ فیصد قاضیوں اور دار القضاؤں کے ذریعہ، ۲۱ء۱ فیصد کورٹوں/ نوٹسوں کے ذریعہ، ۱۶ء۹ فیصد اداروں/ پولیس/ پنچایتوں کے ذریعہ اور صرف ۰ء۳ فیصد (یعنی ۳۱۳ میں صرف ایک) تین طلاق کے ذریعہ

واقع ہوئی ہیں۔ ۲۰۱۱ کی سنسس رپورٹ کے مطابق بھارت میں مسلمان مطلقہ عورتوں کی تعداد ۲ء۱۲ لاکھ ہے۔ اس میں اگر ۳ء۰ فیصد کے تناسب سے طلاق ثلاثہ کے کل واقعات کا حساب لگایا جائے تو بمشکل ۷ سو واقعات طلاق ثلاثہ کے نکلیں گے۔ ظاہر ہے طلاق ثلاثہ کا پورا معاملہ رائی کو پہاڑ بنانے کے مترادف ہے۔ جبکہ دوسری طرف برادران وطن میں شادی کی تلخیوں سے جلد راحت نہ ملنے کی وجہ سے سالانہ لاکھوں افراد خودکشی کررہے ہیں مگر میڈیا میں اس پر کوئی چرچا نہیں ہوتا اور نہ یہ حکومت اور عدلیہ کو جھنجوڑنے کیلئے کافی سمجھے جاتے ہیں۔ لہٰذا حکومت اور میڈیا کھرے کو کھوٹا اور کھوٹے کو کھرا ثابت کرنے پر بضد ہیں۔

کیا کوئی عمل گناہ بھی ہوسکتا ہے اور مذہبی بھی؟

سپریم کورٹ کے فیصلہ میں بعض ججوں نے یہ کہا ہے کہ ''جو گناہ ہے وہ مذہبی نہیں ہوسکتا'' ایک اور جگہ ہے ''وہ عمل جو خدا ہی کی نظر میں مکروہ اور گھناؤنا ہو اس کو انسان کیسے جائز ٹھہرا سکتا ہے'' (ص ۱۸۸) لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ 'تین طلاق' گناہ بھی ہو اور مذہبی بھی ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تین طلاق شرعا حرام اور واجب گناہ فعل ہے مگر جہاں تک اس کے واقع ہونے کا تعلق ہے تو وہ نافذ ہوجاتی ہے۔ شرعی وعقلی دونوں اعتبار سے اس کا نفاذ درست ہے۔ شرعا اس طرح کہ جب کسی فعل پر قرآن یا حدیث سے کوئی حکم منصوص طور پر ثابت ہوجائے تو پھر اس مسئلہ پر بے جا چوں وچرا کرنا اور عقلی گھوڑے دوڑانا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو من وعن قبول کرنا ضروری ہے۔ عقلی اور قیاسی اعتبار سے اس طور پر کہ کسی فعل کے حرام یا غیر شرعی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے یا وہ مفقود ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی گناہ نہیں ہے جو گناہ بھی ہو اور واقع بھی نہ ہوتا ہو۔ بلکہ کسی فعل کی حرمت کے لئے اس کا وجود ضروری ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں جب کوئی فعل واقع ہوگا تب ہی اس کی حلت یا حرمت ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔ اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ حرام کے ارتکاب سے حرام واقع نہیں ہوتا ہے تو پھر یہ ماننا کیسے درست ہوسکتا ہے کہ اس حرمت کے ارتکاب سے پورا نہیں بلکہ ایک تہائی حرام واقع ہوگا دو تہائی نہیں؟ جیسا کہ تین طلاق کو ایک ماننے والوں کا کہنا ہے۔ لہٰذا ان کی یہ عقلی دلیل خود ان کے خلاف پڑتی ہے۔ قرآن اور حدیث میں اس طرح کے اور بھی احکام ملتے ہیں جو حرام ہونے کے باوجود واقع ہوجاتے ہیں۔ ان کی بعض مثالیں ملاحظہ ہوں۔

جس طرح اسلامی شریعت میں تین طلاق کو بیک وقت دینے سے منع کیا گیا ہے اسی طرح ''ظہار'' (اپنی بیوی کو اپنی ماں یا کسی بھی محرم عورت سے تشبیہ دینے) سے بھی روکا گیا ہے۔ اور اسے قرآن میں 'منکر' اور 'جھوٹ' سے تعبیر کیا گیا ہے (مجادلہ: ۲۰) مگر اس کے باوجود ظہار کرنے والا شخص جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہے اور سزا سے بھی نہیں بچ سکتا بلکہ اس پر کفارہ لازم آتا ہے۔ تین طلاق بھی اسی طرح حرام ہونے

کے باوجود واقع ہوتی ہے۔اس کی دوسری مثال مرتد ہوجانے (اسلام سے خارج ہوجانے) کی ہے۔مرتد ہوجانا اللہ کی صریح نافرمانی کرنا اور حرام کا ارتکاب کرنا ہے۔مگر اس کے ارتکاب سے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج بھی ہوجاتا ہے اور اس کی بیوی اس سے جدا بھی ہوجاتی ہے (یعنی اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے) تین طلاق کا وقوع بھی اسی طرح ہے کہ وہ باوجود حرام ہونے کے واقع ہوجاتی ہیں۔

اگر سپریم کورٹ کے فاضل ججوں کی منطق کو قبول کیا جائے جو خلاف قیاس اور خلاف عقل بھی ہے تو صرف تین طلاق ہی نہیں بلکہ ظہار اور ارتداد سمیت اسلامی شریعت کے بہت سارے احکام اس کی زد میں آئیں گے اور شریعت کا بڑا حصہ قابل دست انداز ہوجائے گا۔

مساوات اور عدل میں فرق

سپریم کورٹ کے حکم نامہ میں بعض ججوں نے طلاق ثلاثہ کو دستور کی دفعہ ۱۴ میں بیان کردہ بنیادی حق 'حق مساوات' کے منافی قرار دیا ہے۔اس میں شک نہیں کہ اسلام نے سماجی حقوق اور ذمہ داریوں کی تقسیم کی بنیاد مساوات equality پر نہیں بلکہ عدل justice پر رکھی ہے۔کیونکہ مساوات سماجی انصاف کا ضامن نہیں ہوتا بلکہ عدل میں انصاف کی ضمانت پوشیدہ ہوتی ہے۔یعنی کہ عدل میں مساوات سے اونچے درجہ کا انصاف پوشیدہ ہوتا ہے۔اس کو سمجھنے کے لئے پہلے مساوات اور عدل کے درمیان فرق کو سمجھنا ہوگا۔

مساوات میں یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ تمام افراد مساوی ہیں اور وہ سب ایک ہی قسم کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مالک ہیں جبکہ یہ مفروضہ خود اصول فطرت کے خلاف ہے۔اس مفروضہ کے تحت طاقتور، کمزور اور معذور تمام کو مساوی حقوق عطا کئے جاتے ہیں۔تو ظاہر ہے اس اصول کو اگر اپنایا جائے تو انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے بلکہ طاقتور اور قابل افراد زیادہ منفعت حاصل کرلیں گے۔

سماجی انصاف کے حصول کا دوسرا طریقہ افراد، جماعتوں اور بالخصوص مرد اور عورت کے درمیان عدل کو یقینی بنایا ہے۔مساوات کے برخلاف عدل کے ذریعہ انصاف کے تقاضوں کو بدرجہ اتم یقینی بنایا جاسکتا ہے۔سماجی عدل میں کمزور، پچھڑوں اور صنف نازک کیلئے خصوصی تحفظات فراہم کئے جاتے ہیں اور سابقہ اور تاریخی ناانصافیوں کا خیال بھی رکھا جاتا ہے تاکہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکے، اور کمزوروں کو بھی طاقتور کے شانہ بشانہ کھڑا کیا جاسکے۔دوسرے الفاظ میں اعلیٰ انصاف کے حصول کے لئے عدل کے تحت کسی بھی مسئلے کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

اس کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے۔اسلام کے نظام وراثت کی بنیاد مساوات کے بجائے عدل پر رکھی گئی ہے۔لہٰذا اس کے تحت مرد کو وراثت میں دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ عطا کیا گیا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے عورت کو تمام تر معاشی ذمہ داریوں سے آزاد کرکے یہ ذمہ داریاں مرد کے

کاندھوں پر ڈالدی ہے، یہاں تک اگر بیوی مالدار ہے تب بھی خرچ کی پوری ذمہ داری مرد پر عائد ہوتی ہے۔اسلام نے ایسا صنف نازک کی مخصوص تخلیق اور اس کی فطری ونفسیاتی صلاحیتوں کو مدنظر رکھ کر صنفی عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے کیا ہے۔اب اگر یہاں عدل کے بجائے مساوات کے قانون کو لاگو کیا جائے تو مرد اور عورت کو وراثت میں برابری کے ساتھ ساتھ اسلام کے بہت سارے عائلی اور خاندانی قوانین کو بدلنا لازم آئے گا جو ظاہر ہے مساوات کے علمبردار تو ہوں گے مگر عدل وانصاف کے پیمانے پر پورا نہیں اتریں گے۔لہٰذا یہاں بھی اگر عدالتِ عظمیٰ کی منطق کو قبول کر لیا جائے تو صرف طلاق اور وراثت ہی نہیں بلکہ اسلام کے بہت سارے عائلی اور معاشرتی قوانین اس کی زد میں آئیں گے۔اور شریعتِ اسلامی میں مداخلت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھل جائے گا۔

بہرحال، طلاق کے اسلامی قوانین کا بغور اور بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان قوانین میں اسلام نے مساوات کے بجائے عدل کے اصول کو مدّنظر رکھا ہے۔اس میں صنفی تقاضوں کو پورا کرنے کیساتھ ساتھ زماں ومکان کے تغیرات وتقاضوں کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔اسلام ہی کیوں بلکہ فطرت کے تمام مظاہر میں عدل کی نغمہ سنجی نظر آتی ہے کہ اس کا ہر مظہر عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنا ایک الگ اور مخصوص کردار نبھا رہا ہے اور ان تمام مظاہر کے اعلیٰ تال میل سے یہ عظیم الشان کائنات منظّم طریقہ سے رواں دواں ہے۔اسی طرح تمام سماجی اور جمہوری ادارے مساوات کے بجائے عدل کے اصول پر کاربند ہیں۔مساوات کے اصول کے تحت تمام عوامی اور پبلک اداروں میں ہر شخص کو تصرف کا حق اگر مساوی طور پر عطا کردیا جائے تو وہاں سوائے انارکی کے کچھ نہیں رہے گا۔بلکہ عدل کے اصول کے تحت ان اداروں کو چلانے کے لئے قابل اور لائق افراد کا انتخاب کرکے مکمل اختیارات ان کو عطا کئے جاتے ہیں۔حکومت، عدلیہ اور تمام عوامی ادارے مساوات کے بجائے عدل کے نظریہ پر کاربند عمل ہیں۔

حکم صرف اللہ کا

خلاصہ یہ کہ اسلامی قانون ہر دور اور ہر ملک وعلاقے کیلئے یکساں مفید اور ان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔اس کے برعکس انسانی قانون چاہے وہ کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو اس میں وہ جامعیت اور عالمگیریت نہیں پائی جاتی جو خدائی قانون میں پائی جاتی ہے، کیونکہ انسان کا فہم اور اس کی سمجھ اس کے اپنے مخصوص زمانے اور علاقے کے مسائل تک ہی محدود رہتی ہے۔خود طلاق کی اباحیت کے مسئلہ کو لیں۔طلاق کو قانونی حیثیت یورپ میں انیسویں صدی میں اور بھارت میں ۱۹۵۶ء میں حاصل ہوئی۔جبکہ اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو یہ حق ۱۴ صدیاں پہلے ہی دے چکا ہے۔اسی وجہ سے قرآن میں کہا گیا ہے:اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ''بے شک قانون سازی کا حق صرف اللہ کو ہے'' (یوسف۴۰و۶۷)

ادارہ

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنیؒ: حیات وخدمات پر شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ کے تاثرات

حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ کی حیات وخدمات پر مولانا سعید الحق جدون فاضل دارالعلوم حقانیہ،اور مفتی بخت شید فاضل دارالعلوم کراچی نے تحقیقی مقالات لکھ کر ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ہم جامعہ کی طرف سے ان کو اس عظیم علمی وتحقیقی خدمت پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ آئندہ کیلئے وہ اس سے بڑھ کر دین کی خدمت میں اپنی قلمی خدمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہیں گے (ان شاء اللہ)ابھی یہ تحقیقات ''مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ : حیات وخدمات'' کے عنوان سے منظر عام پر آچکی ہیں،اسکی ابتدا میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا پیش لفظ نذر قارئین ہے

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ میرے جگری دوست اور دیرینہ ہمدم تھے،آپ کے ساتھ تعلق کو بقولِ بعض اکابر ثلث الاثافی سے تشبیہ دیتا ہوں،آپ کے ساتھ میرا تعلق کوئی کم وقت کا نہیں تھا بلکہ بچپن سے بڑھاپے تک پوری زندگی قلبی تعلق رہا،ہم دونوں ایک گاؤں،ایک محلّہ میں پلے بڑھے اور ایک ہی درسگاہ میں پڑھا،گو مولانا مجھ سے سات آٹھ برس بڑے تھے مگر محبت،موانست اور ذہنی یگانگت کا قلبی اور گہرا تعلق آخری وقت تک نہ صرف قائم رہا، بلکہ ہر لحظہ زندہ اور تابندہ رہا۔جامعہ حقانیہ میں ہم دونوں ہم درس تھے،شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاں دورہ تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو بیک وقت شریک ہونے کی توفیق دی۔امیرِ شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمت میں ہم دونوں کی حاضری اکثر ایک ساتھ ہوتی۔جامعہ اسلامیہ(مدینہ منورہ)جانے سے پہلے جمعیت علما اسلام کے مختلف امور میں مفکرِ اسلام مفتی محمودؒ،شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور دیگر اکابر کی نگرانی میں میرے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے،غرض ایسا کوئی علمی اور دینی کام نہیں تھا جس میں ہم دونوں ایک ساتھ نہ ہوتے، ہماری رفاقت نہ صرف حضر میں رہتی بلکہ سفر میں بھی اکثر اوقات ہم دونوں اکٹھے رہتے تھے،جب کبھی ایسا موقع پیش آتا جس میں بالمشافہ ملاقات نہیں ہوسکتی تو خط وکتابت کے ذریعے باہم رابطہ رہتا تھا،جس کا بین ثبوت ''مکاتیب مشاہیر'' ہے۔

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خصائص سے نوازا تھا، آپ کی ایک منفرد خصوصیت یہ تھی کہ آپ مسجد ککے زئی میں میرے والد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ العزیز کے اولین تلامذہ میں سے تھے۔ ویسے تو شیخ الحدیث سے بے شمار لوگوں نے پڑھا لیکن جب شیخ الحدیث نے مسجد ککے زئی اکوڑہ خٹک میں پہلی دفعہ تدریس شروع کی تو مولانا شیر علی شاہ اس میں شریک رہے جس کی وجہ سے آپ دارالعلوم حقانیہ کا دارالعلومِ دیوبند کے ساتھ تکوینی مشابہت کا سبب بنے۔ دارالعلوم دیوبند کا آغاز ایک چھوٹی سی مسجد میں انار کے درخت کے نیچے ملا محمود اوران کے چہیتے شاگرد (شیخ الہند) محمود حسن کے پڑھنے پڑھانے سے ہوا، یہی صورتحال اکوڑہ خٹک کی مسجد ککے زئی میں شہتوت کے درخت کے نیچے اس وقت کے ملا محمود (مولانا عبدالحق) اوران کے تلامذہ، مولانا یونس خالص اور مولانا شیر علی شاہ کی تعلیم وتعلم سے پیش آئی، اللہ تعالیٰ نے یہ دیوبند اول اور دیوبند ثانی (حقانیہ) کے درمیان ایک تکوینی مشابہت پیدا فرمائی۔

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نے جامعہ دارلعلوم حقانیہ میں پڑھ کر یہاں سے فراغت حاصل کی۔ آپ حضرت شیخ الحدیث کی خصوصی تربیت میں رہے، سفر وحضر میں رفاقت وخدمت کا شرف آپ کو حاصل رہا۔ آپ نے آخری دم تک جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی بڑی خدمت کی اور یہیں تدریس کرنے کی تمنا کرتے ہوئے اس دارفانی سے چل بسے۔ اللہ تعالی ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے۔

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ ممتاز عالم دین اور مایہ ناز مفسر ومحدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ولی کامل تھے، آپ کی کرامت کے کئی کرشمے لوگوں نے دیکھے اور بیان کئے لیکن میرے خیال میں ان کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ انہوں نے درس وتدریس اور دین کی نشر واشاعت کے حوالے سے جو کچھ منہ سے نکالا، وہ ریکارڈنگ کی صورت میں محفوظ ہوگیا اب ان کی وفات کے بعد وہ جملہ علوم ومعارف آپ کے شاگردوں کے واسطے سے ضبط وترتیب کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آرہے ہیں، علوم القرآن، تفسیر، حدیث اور دیگر علوم وفنون کے حوالے سے آپ کے علوم ومعارف کو مدون کیا جا رہا ہے۔ آپ کے علوم ومعارف کی نشر واشاعت کے ساتھ آپ کی حیات وخدمات کو بھی منظرِ عام پر لایا جارہا ہے۔ ماہنامہ الحق نے آپ کی حیات وخدمات پر خصوصی نمبر نکالا، لیکن خصوصی نمبر کے منہج کے مطابق اس میں مختلف لوگوں کے تاثرات کو جمع کیا، یہ ابتدائی مواد تھے جس پر تحقیق کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالی جزائے خیر دے مولانا سعیدالحق جدون اور مفتی بخت شید کو جنہوں نے ان مواد پر تحقیق کر کے حضرت شیخ کی حیات وخدمات کو تحقیقی انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مولانا سعیدالحق جدون ہمارے ان خصوصی شاگردوں میں سے ہیں جو ہر وقت کسی نہ کسی علمی

موضوع پر لکھتے رہتے ہیں، آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کی حیات میں ان کی افادات پر مشتمل دو کتابیں لکھیں، ایک ''شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ صاحب کی درسگاہ میں'' اور دوسری ''امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ'' جن کو اہل علم اور حضرت شیخ کے حلقہ احباب نے پسند کیا اور اب تک اس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کے مقدمہ تفسیر اور اس حوالے سے ان کے محاضرات قرآنی کو جدید اسلوب کے ساتھ حوالہ جات سے مزین کر کے ''مطالعہ علوم القرآن اصول ومبادی'' کے نام سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اب مولانا شیر علی شاہ کی تفسیری خدمات پر ایم فل میں تحقیقی مقالہ لکھ کر حقانی فرزندان کی طرف سے یہ اہم ذمہ داری نبھائی۔

حضرت شیخ کی حیات وخدمات کا یہ عظیم علمی اور تحقیقی کام سرانجام والے دوسرے اسکالر دارالعلوم کراچی کے فاضل مفتی بخت شید صاحب ہیں، جو ایک صاحب ذوق قلم کار ہیں، اس سے قبل ''حدیثِ ام زرعہ'' پر مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کی علمی توضیحات کو ایک رسالے کی شکل میں منظر عام پر لانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اور اب مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کی علمی، دینی وملی خدمات پر وفاقی اردو یونیوسٹی کراچی سے ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ یہ کتاب درحقیقت ان دونوں فاضلین کی تحقیقی کاوش اور قابل قدر کارنامہ ہے، جس کو دونوں فاضلین نے علوم اسلامیہ میں ایم فل کرتے ہوئے انجام دیا۔ اب ان دونوں مقالوں کو جمع کر کے اور ان میں مزید اضافے کر کے منظرِ عام پر لایا جا رہا ہے۔

مدارسِ دینیہ کے فاضلین کو چاہئے کہ وہ یونیورسٹیوں میں چاہے استاد کی حیثیت سے کام کرتے ہوں یا شاگرد کی حیثیت سے، ہر حالت میں مدارس اور اپنے اساتذہ کی خدمات کو مدنظر رکھیں، اپنے اساتذہ اور مشائخ کی خدمات کے ساتھ ساتھ ان مدارس اور دینی معاہد کی خدمات پر تحقیق کرنا ان فاضلین کی ایک اہم ذمہ داری ہے تاکہ عوامی اور حکومتی سطح پر علما کرام اور دینی مدارس کا مثبت تشخص اجاگر ہو سکے اور معاشرے میں ان بوریہ نشین علما اور مشائخ کی خدمات جلیلہ سے آگاہی فراہم کی جا سکے، جس کے نتیجے میں افرادِ معاشرہ کا تعلق اہلِ علم سے مضبوط ہو سکے گا اور وہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں گے وگرنہ میڈیا کے منفی کردار اور عالمی پروپیگنڈے کے نتیجے میں عوام کا تعلق دینی مدارس اور اہلِ علم سے کمزور ہوتا جا رہا ہے جو الحاد وبے دینی اور گمراہی وبے راہ روی کی بنیاد بن رہی ہے۔

مولانا سعید الحق جدون اور مفتی بخت شید نے اپنے شیخ سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے یہ انمول تحفہ اہل علم کی خدمت میں پیش کیا، جس کے پر مغز مواد اور بہترین اسلوب کو دیکھ کر میں یہ امید رکھتا ہوں کہ علمی دنیا میں اس کتاب کا بھرپور استقبال کیا جائے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں مقالہ نگاروں کی یہ کوشش قبول فرما کر آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

مفتی ذاکر حسن نعمانی
استاد الحدیث جامعہ عثمانیہ پشاور

مطالعہ کے فوائد

☆ مطالعہ سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔
☆ مطالعہ سے علمی استعداد بڑھتی ہے
☆ مطالعہ سے علم میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔
☆ مطالعہ سے ذہن اور ذہانت میں ترقی نصیب ہوتی ہے۔
☆ مطالعہ سے علمی استحضار پیدا ہوتا ہے۔
☆ مطالعہ سے ضروری مسائل کے بارے میں واقفیت پیدا ہوتی ہے۔
☆ مطالعہ سے علمی ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے مختلف علوم وفنون سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔
☆ مطالعہ سے کسی موضوع پر مفصل اور مدلل تقریر، تحریر اور بحث آسان ہوجاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے مطالعہ کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔
☆ مطالعہ سے مصنفین کی محنت ضائع نہیں ہوتی۔
☆ مطالعہ سے ہر فن اور علم کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے سوالات کے جوابات آسان ہوجاتے ہیں۔
☆ مطالعہ سے اپنے علم پر اعتماد بڑھ جاتا ہے۔ یعنی خوداعتمادی پیدا ہوتی ہے۔
☆ مطالعہ سے بحث وتحمیث میں جرات بڑھتی ہے۔
☆ مطالعہ سے بڑا علمی مقام ومرتبہ حاصل ہوتا ہے۔
☆ مطالعہ سے کسی دوسری شخص کی علمی غلطی پکڑی جاسکتی ہے
☆ مطالعہ سے درس وتدریس میں آسانی پیدا ہوجاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے جہالت میں کمی آجاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے مشکل کتابوں کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے ہر وقت ذہن کی آبیاری ہوتی رہتی ہے۔

☆ مطالعہ سے دوسروں کی علمی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔
☆ مطالعہ سے انسان حاضر جواب بن جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے علمی پیاس بجھتی ہے۔
☆ مطالعہ سے اپنی کم علمی کا حساس ہوتا ہے۔
☆ مطالعہ سے انسان لایعنی امور سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے علم ضائع نہیں ہوتا۔
☆ مطالعہ سے علم تازہ رہتا ہے۔
☆ مطالعہ سے بہترین شغل مہیا ہوتا ہے
☆ مطالعہ سے تجربات بڑھتے ہیں۔
☆ مطالعہ سے انسان عالم اور استاد بن جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے کامیابی انسان کے قدم چومتی ہے۔
☆ مطالعہ سے عمل کی توفیق ملتی ہے۔
☆ مطالعہ سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے سیاسی بصیرت بڑھتی ہے،انسان مبصر بن جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے مصنفین کا مقام و مرتبہ معلوم ہو جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے مختلف علوم وفنون میں امتیاز آسان ہو جاتا ہے
☆ مطالعہ سے ہر علم وفن کی الگ الگ اہمیت اور ضرورت معلوم ہو جاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے زندگی محتاط بن جاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے مصنفین کی محنت صدیوں تک محفوظ ہو جاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے کسی موضوع کی نئی راہیں کھلتی ہیں
☆ مطالعہ سے مصنفین کا پیغام عام ہو جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے ذہین محقق کو قابل تحقیق مفید موضوع پر کام کی توفیق مل جاتی ہے۔
☆ مطالعہ سے مختلف علوم وفنون کو بقا ملتی ہے۔
☆ مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت بڑھتی ہے۔
☆ مطالعہ سے انسان وسیع النظر بن جاتا ہے۔
☆ مطالعہ سے وقت قیمتی بن جاتا ہے۔

عنایت اللہ گوہاٹی

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں!

دینی مدارس کا نام ذہن یا زبان پر آتے ہی صفّہ اور اصحاب صفّہ یاد آتے ہیں۔صفّہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں چبوترا۔مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ایک چبوترا تھا جس کا چھت کھجور کے پتیوں سے بنایا گیا تھا۔اس چبوترے میں جہاں مہمان ٹھہرتے تھے وہاں قرآن و حدیث سیکھنے والے فقراء صحابہؓ،جن کا گھر بار نہیں ہوتا تھا،مستقل طور پر رہائش پذیر تھے۔ان کی تعداد کم و بیش رہتی۔کبھی ستر اور کبھی دوسو سے زیادہ۔سلمان فارسیؓ ،ابوذر غفاریؓ ،ابو ہریرہؓ ،ابو سعید خدریؓ ،زید بن خطابؓ، حباب ابن ارتؓ اور حضرت بلالؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ صفّہ والوں میں سے تھے۔یہ پیغمبر پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے،ان سے سیکھنے والے۔یہ لوگ انتہائی مفلس الحال تھے۔لیکن ان کی شان مبارکہ کہ ان کی تعریف قرآن پاک میں کی گئی ہے۔قتادہؓ کا بیان ہے کہ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم ......سے اصحاب صفّہ مراد ہیں جن کی تعداد سات سو تھی۔

ان کی مفلسی کا حال یہ تھا کہ سیّدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ستّر اصحاب صفّہ کو دیکھا جن میں کسی ایک کے بدن پر بھی چادر نہ تھی۔یہ سب نادار تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں رہائش پذیر۔نہ کسی کی کھیتی تھی نہ دودھ کے جانور نہ کوئی تجارت۔نمازیں پڑھتے تھے۔ایک وقت کی نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں رہتے تھے۔آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ تعریف ہے اس ذاتِ پاک کی جس نے میری امّت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کی معیت میں مجھے جمے رہنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بے حد خیال رکھتے تھے۔یہاں تک کہ اپنے اہل بیت کی نسبت ان کا حق مقدم سمجھتے تھے اور ان کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک فرماتے تھے۔یہ غیر شادی شدہ تھے۔جو ان میں سے شادی کرتے تھے وہ اس زمرے سے نکل جاتے تھے۔ان میں سے بعض لوگ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اور بیچ کر اپنی اور اپنی ساتھیوں کی ضرورت پوری کرتے۔یہ لوگ زیادہ تر مہاجرین مکّہ تھے جو فقر و عنا کی کی زندگی گزارتے تھے۔یہ صحابہ کا ایک گروہ تھا جو محض عبادت الٰہی اور صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی کا ما حاصل سمجھتے تھے۔حضرت بلال حبشیؓ، حضرت ابو ذر غفاریؓ اور زید بن خطابؓ (حضرت عمر

فاروقؓ کے بھائی) اس گروہ میں سے تھے اور ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے باعث زیادہ تر احادیث انہی سے مروی ہیں۔

اگر سوچا جائے تو آج کے یہ دینی مدارس بھی صفّہ اور اصحابِ صفّہ کا تسلسل ہے۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان علماء انبیاء کے وارث ہیں کہ دین انہی علماء کے ذریعے ہمیں پہنچا ہے۔مساجد و مدارس نے ہر دور اور ہر زمانے میں جہاں دین کی خدمت کی ہے وہاں ہر باطل کے خلاف علم جہاد بلند کر کے سینہ سپر ہوئے ہیں۔مدارس کے عظیم کردار پر مفکر اسلام اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ سے بہتر کوئی تبصرہ نہیں کرسکتا۔کیا خوب کہا تھا اقبالؒ نے: اِن مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو۔غریب مسلمانوں کے بچوں کو انھیں مدارس میں پڑھنے دو۔اگر یہ ملاّ اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں۔اگر ہندوستان کے مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہوگئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس (سپین) میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود ہوا۔آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمرا کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلّی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا"۔

دینی مدارس کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے اور متنوع خدمات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہیں۔دینی مدارس نے ہر حالت، ہر دور، ہر ملک اور دنیا کے ہر خطے میں اسلام، مسلمانوں اور عالم اسلام کی خدمت کی ہے اور سخت سے سخت باطل، جابر اور ظالم کے پرخچے اڑائے ہیں۔ہندوستان کی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو 1857 کی جنگِ آزادی میں علماء کرام، طلباء دین، مساجد و مدارس اور ممبر و محراب کا کردار اظہر من الشّمس ہیں۔جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد یہی لوگ زیرِ عتاب آئے اور انگریزوں نے ہزاروں علماء کرام اور طلباء کو سرے عام پھانسی چڑھایا اور توپوں کے آگے باندھ کر اڑایا۔لیکن بے پناہ جبر و ظلم کے باوجود مذہبی طبقے کی جذبہ حریت کو پابند سلاسل نہیں کیا جاسکا۔

برصغیر سے انگریزوں کو بھگانے میں دیگر کے علاوہ دارالعلوم دیوبند کا کردار بھی سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔انگریزوں اور سکھوں کے مظالم کا سلسلہ حد سے بڑھنے لگا تو سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہید کے تحریک مجاہدین نے انگریزوں اور سکھوں کو ناکوں چنے چبوادیئے تھے۔قیام پاکستان میں بھی علماء اور مجاہدین نے اہم کردار ادا کیا تھا، جیلیں کاٹیں اور شہادتیں نوش فرمائیں۔مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ قائداعظمؒ کے شانہ بشانہ رہیں۔پاکستان بنا تو دو سو پچاس تک دینی مدارس مسلمانوں کی خدمت میں مصروف تھے۔پچاس کی دہائی میں فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا تو

دینی مدارس نے نا قابل شکست تحریک ختم نبوت کے ذریعے ان کی سر کوبی کی۔ پرویزیت اور احمدیت کا مقابلہ بھی انہی سرفروشانِ اسلام نے کیا تھا۔

مملکت خدادادِ پاکستان پر بر جب بھی کبھی برا وقت آیا تو یہ لوگ میدان جنگ میں نکلے۔ 1965 اور 1971 کی لڑائیاں اس بات کی گواہ ہیں۔ بھٹو کے خلاف تحریک نظام مصطفیٰ بھی انہیں لوگوں کا شروع کردہ تھا۔ اسّی کی دہائی میں ملحد اور جارح سپر پاور روس کو دو ٹکڑے کرنے والے یہی بھوکے پیاسے مدارس و محراب والے تھے۔ خود ساختہ نائن الیون کے بعد جب امریکیوں نے افغانستان کا رخ کیا تو پگڑیوں اور داڑھیوں والے طالبان کی شکل میں میدان جہاد میں کود پڑے اور امریکیوں کو دن میں تارے دکھا دیئے۔ گو ان کو انتہا پسند اور دہشت گردوں کے نام دیکر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی لیکن باطل کو منہ کی کھانی پڑی۔ آج بھی جب پاکستان، اسلام، عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دنیا کے کسی کونے میں سازش کی جاتی ہے تو یہی مدارس و مساجد کے سر پھرے نوجوان میدان جہاد میں کود پڑتے ہیں اور ایسی ہر سازش کو نیست و نابود کردیتے ہیں۔ یوں اگر کہا جائے کہ صفّہ اور اصحابَ صفّہ کے پیرو آج کے یہ ہزاروں دینی مدارس اور ان سے تعلق رکھنے والے لاکھوں علماء، مجاہدین اور طلباء دین اسلام، عالم اسلام اور پاکستان کے قلعے ہیں تو بیجا نہ ہوگا۔

عظیم خوشخبری

اطلاعاً عرض ہے کہ آئندہ سال دیوبند ثانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کے شعبے کی تشکیل نو ہوچکی ہے۔ شعبہ تخصص کو فقہ اسلامی کیساتھ ساتھ جدید علوم سے مزین کیا گیا ہے، جس کیلئے ملک کے نامور مفتیان کرام کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ تخصص کے روایتی فنون کے علاوہ مندرجہ ذیل جدید مضامین پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

(۱) المعايير الشريعة للمؤسسات المالية (AAOIFI Shariah Standards)
(۲) اسلامی بینکاری و مالیات (Islamic Banking and Finance)
(۳) تکافل (Islamic Insurance)
(۴) Islamic Capital and Money Market
(۵) الفقه المعاملات والقواعد الفقهية (Islamic Law of Contract and Maxims of Islamic Jurisprudence)
(۶) آئین پاکستان و دیگر اہم قوانین (۷) عربی زبان (۸) انگریزی زبان

شرائط داخلہ

(۱) شہادت العالمیہ میں جید جداً درجے کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہو۔
(۲) عصری تعلیم کم از کم میٹرک ہو۔
(۳) داخلے کے لیے تحریری اور تقریری امتحان میں کامیابی حاصل کرنا ضروری ہے۔

بریگیڈئرمولانا حافظ فیوض الرحمٰن

افکار و تاثرات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی شفایابی کیلئے دعا

برادرِمکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی علالت کا سن کر افسوس ہوا۔ اچھا ہوا کہ اے ایف آئی سی راولپنڈی میں آپ کا اچھا علاج ہوا۔ اللہ تعالیٰ جنرل قمر جاوید باجوہ چیف آف آرمی اسٹاف کو جزائے خیر دیں کہ وہ نہ صرف آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے بلکہ انہوں نے ڈاکٹروں کو کہا کہ حضرت کا علاج ایسے کیا جائے جیسے میرے والدِ گرامی کا علاج ہوتا۔ آپ کے لئے ملک اور بیرونِ ملک خصوصاً حرمین شریفین میں دعائیں کی گئیں ہم نے بھی اپنے طور پر اور مسجد میں آپ کی کامل صحت اور عافیت کے لئے دعائیں مانگیں۔ الحمدللہ کہ آپ واپس گھر تشریف لے آئے ہیں۔ ان شاء اللہ آپ جلد بالکل ٹھیک ہوجائیں گے۔ اللہ کی رحمت سے پوری امید ہے کہ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کی تفسیر کا کام آپ کے ہاتھوں جلد مکمل کروادیں گے جس سے پڑھنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ آپ اپنے آرام کا پورا خیال رکھتے ہوئے اس کتاب کی تکمیل فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو تادیر صحت اور سلامتی کے ساتھ دینی خدمات کی توفیق دیئے رکھیں۔ آمین۔ کل مولانا عرفان الحق صاحب سے آپ کی بخیریت ہسپتال سے واپسی اور صحت کا معلوم کرکے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ان سب عزیزوں کو آپ کی اور اسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں۔ آمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعا گو/دعا جو

فیوض الرحمٰن

۱۰۔رجب۔۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۷۔۳۔۲۰۱۸ء

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

دارالعلوم کی جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری شریف

مورخہ ۰۵؍اپریل ۲۰۱۸ء کو دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری شریف اور جلسہ دستار بندی کا اجتماع منعقد ہوا۔ پاکستان میں دہشت گردی، قتل وقتال اور بم دھماکوں کی لہر کے باوجود دارالعلوم کے اس شاندار بڑے سالانہ اجتماع کو کئی طرح کے خطرات لاحق ہوسکتے تھے لیکن الحمدللہ تائیدایزدی سے یہ شاندار اجتماع ہر قسم کے شروفساد سے محفوظ و مامون رہا۔ اس موقع پر پندرہ سو(۱۵۰۰) سے زائد درس نظامی کے فضلاء متخصصین اور حفاظ کرام کی دستار بندی ہوئی۔ تقریب کا آغاز بعداز نماز ظہر ڈیڑھ بجے زیرتعمیر جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے صحن میں کیا گیا۔ دارالعلوم کے نائب مہتمم استاذ حدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب مدظلہ نے حاضرین اور معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہااور مختصراور جامع خطاب فرمایا۔ اسکے بعد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے اپنی شدید بیماری اورضعف کے باوجود وہیل چیئر پرتشریف لاکر نہ صرف اجتماع میں شرکت کی بلکہ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس بھی دیااور کچھ دیر عالم اسلام اور سانحہ قندوز پر دردمندانہ خطاب فرمایا اور فضلاء کو اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالنے کیلئے تیار رہنے کی تلقین کی اورآنے والے چیلنجز کی نشاندہی فرمائی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ نے اس موقع پر نہایت ہی موثر اور بہت ہی پرمغز اہم خطاب فرمایا،اور انتہائی سوزوساز میں ڈوبی دردمندانہ دعا فرمائی۔ جس پر سارا اجتماع پرنم ہوگیا اور رخصت ہونے والے فضلاء وطلبا نے دھاڑیں مار مار کر اپنی جامعہ سے جدائی پرغم وجذبات کا اظہار آنسوؤں سے کیا اور خداوندتعالیٰ سے دینی مدارس کی حفاظت اور ملک پاکستان وعالم اسلام کی سلامتی کیلئے دعائیں کیں۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات اور تعطیلات: ۷؍اپریل ۲۰۱۸ء کو دارالعلوم کے تمام درجات کے سالانہ امتحانات شروع ہوئے۔ بحمدللہ امتحانات بخیروخوبی اساتذہ کرام کی نگرانی میں اختتام پذیر ہوئے۔

کامیاب آپریشن کے بعد ہسپتال سے حضرت مہتمم صاحب کا دارالعلوم میں والہانہ استقبال

جمعیت علماء اسلام اوردفاع پاکستان کونسل کے سربراہ مولانا سمیع الحق ہسپتال سے ۲۰ مارچ کو ڈسچارج ہوئے۔ واضح رہے کہ انہیں 20 فروری کو دل کی تکلیف کے باعث راولپنڈی کے امراض قلب کے مشہور ہسپتال اے ایف آئی سی میں داخل کیا گیا۔ 5 مارچ کو ان کی اوپن ہارٹ سرجری ہوئی، ہسپتال میں

آپ ماہر ڈاکٹروں کی نگرانی میں زیرعلاج رہے۔ ہسپتال سے اپنے گھر اکوڑہ خٹک پہنچنے پر جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے نائب مہتمم ومشائخ واساتذہ دارالعلوم وعملہ اور جامعہ کے ہزاروں طلبا اور شہریوں نے مدرسہ سے ایک کلومیٹر دور جی ٹی روڈ پر دو رویہ کھڑے ہوکر مولانا سمیع الحق صاحب کا پرجوش ترحیبی نعروں اور گل پاشی سے استقبال کیا گیا۔ مدرسہ پہنچنے پر علماء وطلبا اور استقبال میں کثیر تعداد میں شرکت کرنے والوں سے مولانا سمیع الحق صاحب کا پیغام راقم حامد الحق نے سنایا کہ ''میری زندگی کا مقصد دین کی سربلندی کیلئے جدوجہد کرنی ہے، اور ان شاء اللہ جب تک زندہ ہوں مدارس دینیہ اور پاکستان کے خلاف ہر اٹھنے والے طوفان کا مقابلہ کرتا رہوں گا اور کسی طور پر مدارس دینیہ پر آنچ نہیں آنے دونگا'' استقبالیہ تقریب حافظ شوکت علی حقانی کی اختتامی دعا پر ختم ہوئی۔ (یہ استقبال بغیر کسی انتظام ومنصوبہ بندی کے تحت ہوا بلکہ اچانک جامعہ کے طلباء کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے طور پر فوری گھنٹی بجا کر سب کو اکٹھا کرکے روڈ پر اپنے ہر دلعزیز استاد کے لئے کھڑے ہوگئے۔)

۲۸ مارچ: قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق کی زیرصدارت جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عاملہ کا انتہائی اہم اجلاس منعقد ہوا، جس میں مرکزی مجلس عاملہ کے ارکان کے علاوہ صوبوں کے امراء اور نظماء نے شرکت کی اجلاس میں موجودہ سیاسی صورتحال الیکشن ۲۰۱۸ء اور جمعیت کے تنظیمی امور پر غور کیا گیا۔

دارالعلوم کے انتہائی مخلص قدیم فاضل حضرت مولانا ظہور احمد صاحب آف رستم کی رحلت

دارالعلوم حقانیہ کے انتہائی مخلص قدیم فاضل حضرت مولانا ظہور احمد صاحب طویل علالت کے بعد ۳۔اپریل منگل کی رات کو وفات پاگئے۔ مرحوم دارالعلوم حقانیہ کے ان چند مخلص ترین فضلاء میں سے تھے جن کی نظیر اور مثل موجودہ دور میں نہیں ملتی، عقیدت ومحبت ان کی نس نس میں بھری ہوئی تھی، زندگی بھر دارالعلوم حقانیہ اور خاندان شیخ الحدیثؒ کے ساتھ وفاداری میں بسر کی۔ گزشتہ ایک سال سے خود کینسر کے مہلک بیماری میں مبتلا تھے، مگر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی بیماری میں تقریباً ہر دوسرے روز فون پر عیادت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں متعدد صفات سے مزین فرمایا تھا، علمی تبحر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے خطابت میں بہت زیادہ فصاحت و بلاغت سے نوازا تھا، اسی طرح تحریر میں بھی بہت باکمال اور باصلاحیت انسان تھے۔ جنازے میں دارالعلوم حقانیہ کی نمائندگی شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب، مولانا راشد الحق سمیع، مولانا عرفان الحق، مولانا سعید الرحمٰن، مولانا محمود الحسن صاحبان نے کی اور تعزیتی خطاب بھی فرمائے۔ مرحوم کے ایصال ثواب کیلئے دارالعلوم میں خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ ادارہ ان کے پسماندگان خصوصاً حافظ اسرار صاحب ودیگر برادارن سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ اور خود ادارہ بھی اپنے آپ کو تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے کہ دارالعلوم اپنے بہت ہی قابل فخر فرزند سے محروم ہوگیا ہے۔

جامعہ کے نئے تعلیمی سال ۴۰۔۱۴۳۹ء بمطابق ۱۹۔۲۰۱۸ء کے داخلوں کا شیڈول

درس نظامی

درجات	ایام	تاریخ
تمام درجات کے قدیم طلباء (اعدادیہ تا دورہ حدیث)	اتوار	۱۰ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۴ر جون ۲۰۱۸ء
جدید دورہ حدیث شریف	پیر	۱۱ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۵ر جون ۲۰۱۸ء
جدید دورہ حدیث شریف	منگل	۱۲ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۶ر جون ۲۰۱۸ء
اعدادیہ، متوسطہ، اولیٰ، ثانیہ، دورہ حدیث شریف	بدھ	۱۳ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۷رر جون ۲۰۱۸ء
ثالثہ، رابعہ، خامسہ، دورہ حدیث	جمعرات	۱۴ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۲۸ر جون ۲۰۱۸ء
تکمیل، سادسہ	ہفتہ	۱۶ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۳۰ر جون ۲۰۱۸ء
موقوف علیہ	اتوار	۱۷ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق یکم جولائی ۲۰۱۸ء
افتتاح	پیر	۱۸ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۰۲ر جولائی ۲۰۱۸ء

شعبہ حفظ : درجہ حفظ میں داخلہ کے خواہشمند طلباء کی درخواستیں ۱۵ رمضان سے ۱۴ر شوال بمطابق ۲۸۔جون ۲۰۱۸ تک دفتر اہتمام میں جمع کی جائیں گی۔ حفظ کے خواہشمند طلباء کا ٹیسٹ اور انٹرویو وغیرہ ۱۴۔۱۵ شوال بمطابق ۲۸۔۲۹ جون بروز ہفتہ واتوار صبح 9:00 کو دارالعلوم حقانیہ میں ہوگا (امسال شعبہ حفظ کا داخلہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی کمیٹی اور دارالحفظ کے اساتذہ کی مشترکہ نگرانی میں ہوگا)۔صرف وہ امیدوار درخواست دیں جوقرآن ناظرہ سے پڑھ چکے ہوں۔عمر ۱۳ سال سے متجاوز نہ ہو۔دو پارے پہلے سے یاد کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کیلئے داخلہ درخواست ۱۶ ر شوال بمطابق ۳۰۔ جون بروز ہفتہ تک دفتر اہتمام میں جمع کرائی جائیں گی اور انٹری ٹیسٹ ۱۶۔شوال بمطابق ۳۰۔ جون بروز ہفتہ صبح 9:00 بجے ہوگا۔

نوٹ:۱ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء کا دورانیہ 2 سال ہوگا۔ **نوٹ:۲** امسال درجہ اعدادیہ سے لیکر بشمول درجہ سادسہ اسباق اردو میں بھی پڑھائے جائینگے۔لہٰذا اردو زبان سمجھنے والے طلباء کرام داخلہ لے سکتے ہیں۔درجہ متوسطہ میں وہ طلباء داخلہ لینگے جو کہ ساتویں جماعت پاس ہو۔ **نوٹ:۳** داخلہ کے خواہشمند طلباء کیلئے نادرا شناختی کارڈ کا ہونا لازمی ہے اور جو امیدواران نابالغ ہیں وہ اپنے والد صاحب کا نادرا شناختی کارڈ ضرور لائیں اور ساتھ تین عدد پاسپورٹ سائز رنگین تصاویر بھی ضروری ہیں

نوٹ:۴ امسال دارالعلوم حقانیہ میں شعبہ تجوید کا الگ شعبہ ہوگا جس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق حفاظ کیلئے دو سالہ کورس اور علماء کرام کیلئے یک سالہ کورس پڑھایا جائیگا **نوٹ:۵** ہر درجہ میں داخلہ کیلئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحتانی درجات کے اصلی سندات کا برائے معائنہ دکھانا لازمی ہے اور ساتھ ان ہی اسناد کے دو عدد فوٹو سٹیٹ بھی لانا ضروری ہے۔ **نوٹ:۶** تمام قدیم طباء کرام کا داخلہ رجسٹریشن کارڈ پر ہوگا لہٰذا قدیم طلباء کرام اپنے ساتھ رجسٹریشن کارڈ ضرور لائیں۔ **نوٹ:۷** جو غیر ملکی طلباء کرام جامعہ میں داخلہ کے خواہش مند ہوں وہ پاکستانی ویزہ اور دیگر ضروری دستاویزات اپنے ساتھ ضرور لائیں۔ **نوٹ:۸** قدیم طلباء کیلئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے وہ حتمی ہے، مقرر تاریخ کے بعد کسی بھی طالب علم کو داخلہ نہیں ملے گا۔

دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا باضابطہ آغاز ان شاء اللہ ۱۸ر شوال ۱۴۳۹ھ بمطابق ۰۲ر جولائی ۲۰۱۸ء بروز پیر ہوگا

مولانا محمد اسلام حقانی
رکن موتمر المصنفین

تعارف وتبصرہ کتب

● **الجزء اللطیف فی الاستدلال بالحدیث الضعیف** افادات: مولانا مفتی رضا الحق صاحب

مرتب: مولانا محمد الیاس شیخ صاحب ضخامت: ۲۶۰ صفحات ناشر: زمزم پبلشرز کراچی 021-32729089

عصر جدید میں مختلف فتن رونما ہوچکے ہیں الحاد، مغربیت، استشراق اور انکار حدیث ایک سے ایک بڑھ کر خطرناک ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ہر وسیلہ بروئے کار لایا جا رہا ہے منکرین حدیث تو مکمل احادیث کا انکار کر بیٹھے ہیں اب ایک نیا فتنہ رونما ہوا ہے جو ضعیف حدیث کی حجیت کا انکار کر رہے ہیں حالانکہ حدیث ضعیف کی بھی مختلف درجات ہیں اس حوالہ سے مولانا محمد الیاس شیخ نے مولانا مفتی رضاء الحق صاحب کی افادات الجز اللطیف فی الاستدلال بالحدیث الضعیف کے نام سے مرتب کر کے اس اہم موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے، ان تمام شکوک وشبہات کے تسلی بخش جوابات دے کرامت کی رہنمائی کا فریضہ بخوبی انجام دیا ہے اور لوگوں کو صراط مستقیم دکھانے کی کوشش کی گی ہے، طلبہ حدیث کے لئے ایک انمول تحفہ اور قیمتی سوغات ہے۔

● **ذکر اجتماعی وجہری شریعت کے آئینہ میں** افادات: مولانا مفتی رضا الحق صاحب

تشریح وتعلیق: مولانا مفتی محمد الیاس صاحب ضخامت: ۲۸۲ صفحات ناشر: زمزم پبلشرز کراچی 021-32729089

اکابر علمائے دیوبند نے قران وسنت اور سلف صالحین کے تعلیمات کی روشنی میں ذکر اللہ جہری و سری، اجتماعی اور انفرادی کی تلقین کی ہے تاہم بعض مواقع پر ذکر جہری واجتماعی کی ممانعت بھی وارد ہے، اس اہم موضوع پر لاتعداد کتابیں لکھی گئی ہیں اس سلسلہ کی ایک کڑی زیر تبصرہ کتاب ''ذکر اجتماعی وجہری شریعت کے آئینہ میں'' بھی ہے جس میں مفتی رضاء الحق صاحب نے اس مسئلہ کی تنقیح فرمادی ہے اور کتاب وسنت علمائے سلف اور تعامل امت کی روشنی میں مدلل ومبرہن اور سیر حاصل بحث کی ہے اور مفتی الیاس صاحب نے مفتی رضاء الحق صاحب کی افادات کو احسن انداز مین مرتب کر کے اس پر قیمتی تعلیقات کا اضافہ بھی کیا ہے جو اپنے موضوع پر بہترین کاوش ہے۔

● **کلام اقبال موضوعاتی ترتیب** مؤلف: ابن غوری ضخامت: ۴۴۵ صفحات

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے اشعار عوام وخواص بلکہ ہر طبقہ میں

مقبول ہے ہر ایک اقبال کا شیدائی ہے، ان کے اشعار سینکڑوں کی تعداد میں ہیں ہر موضوع پہ انکے اشعار دستیاب ہیں انکی ہر پہلو پہ اہل قلم نے کام بھی کیا ہے، زیر تبصرہ کتاب ''کلام اقبال موضوعاتی ترتیب'' میں محترم ابن غوری صاحب نے انکی تمام فکری اشعار کو موضوع وار مرتب کرنے کی کوشش کی ہے اور تقریبا ڈھائی سو عنوانات کے تحت علامہ اقبال کے اشعار کو یکجا کیا ہے، یہ بہت بڑا علمی ادبی اور ملی اہمیت کا حامل کام ہے، یہ عاشقان کلام اقبال کے لئے ایک نادر اور قیمتی تحفہ ہے، جسے زمزم پبلشرز نے حسن طباعت کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ناشر: زمزم پبلشرز کراچی 021-32729089

● **سفينة البلغاء** مؤلف: لفيف من الاساتذه ضخامت: ۲۱۵صفحات

علوم وفنون مین علم البلاغہ کی اہمیت ذی علم کے ہاں مسلم ہے خاص کر دینی علوم میں یہ ایک سیڑھی کی حیثیت رکھتا ہے، درس نظامی میں اس فن کی کتابیں موجود ہے لیکن مبتدی طلبہ کی رسائی فہم اس کیلئے مشکل ہے اس لئے بعض ماہرین فن نے ابتدائی طلبہ کی سہولت کی خاطر زیر تبصرہ کتاب سفية البلغاء کو مرتب کیا، اس کتاب کو نہایت عام فہم اور آسان عربی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ہر مبحث کو تمرنیات اور سوال و جواب سے حل کرنے کا طریقہ اپنایا گیا ہے ،املا اور ترقیم کا خیال رکھا گیا ہے، علم البلاغہ کے طلبہ کیلئے یہ مجموعہ بہتر رہے گا۔ زمزم والے لائق صد تحسین ہیں کہ انہوں نے اس عام فہم کتاب کو اہل علم کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ناشر: زمزم پبلشرز کراچی 021-32729089

● **عربی صفوة المصادر مع لغات جديدة** مولف: مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ ضخامت: ۱۲۸صفحات

صفوة المصادر مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ کی ایک مقبول عام و خاص تصنیف ہے اور تعلم وفہم عربی کا ایک مثالی مجموعہ ہے، اس کتاب کو عرصہ دراز سے مختلف طباعتی ادارے چھاپ رہے ہیں ،اس دفعہ زمزم پبلشرز والوں نے نہایت ہی اعلیٰ اور حسین انداز میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور مولانا ابوبکر پٹنی صاحب کی اضافات نے کتاب کو چار چاند لگا کر مفید تر بنایا ہے اور مولانا نور عالم خلیل امینی کی تقریظ سے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کو زمزم پبلشرز کراچی نے شائع کیا 021-32729089

● **شرح مائۃ عامل** مؤلف: الشیخ عبدالقاہر الجرجانیؒ ضخامت: ۳۰صفحات

شرح مائۃ عامل علم نحو کا ایک معروف ومشہور کتاب ہے، دینی مدارس کی ابتدائی طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے اس کتاب کے مختلف نسخے متداول ہیں بعض حواشی اور تعلیقات کے ساتھ بعض بغیر حواشی کے، زمزم پبلشرز کے احباب نے تیس صفحات میں اس کتاب کو ایسے انداز سے شائع کیا ہے کہ جس پر نہ حواشی ہیں نہ اعراب، تا کہ طلبہ بغیر کسی مدد و معاون کے ازخود اس متن کا اعراب حل کر کے اپنی ذہنی استعداد بڑھا سکیں ،امید ہے کہ طلبہ اس سے مستفید ہونگے۔ اس کتاب کو زمزم پبلشرز کراچی نے شائع کیا، برائے رابطہ 021-32729089